ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

12 | شوال ۱۴۲۵ھ ○ دسمبر 2004ء

إنِ الحُكمُ إلّا لِلّٰہِ

"حکمرانی صرف اللہ کی"

مجلس احرار اسلام، عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے 75 سال

1929ء — 2004ء

نورِ ہدایت

القرآن

''اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی، یہاں تک کہ اُن کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو۔ (ان سے) آپ کہہ دیں کہ اللہ کی ہدایت (یعنی دینِ اسلام) ہی ہدایت ہے اور (اے پیغمبر) اگر تم بالفرض اپنے پاس علم (یعنی اللہ کی وحی) آجانے کے بعد بھی اُن کی خواہشوں پر چلو گے تو اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا تمہارا نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی مددگار۔'' (البقرہ:۱۲۰)

الحدیث

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت دنیا کو قابلِ وقعت وعظمت سمجھنے لگے گی تو اسلام کی وقعت وہیبت اُن کے دلوں سے نکل جائے گی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہوجائے گی اور جب آپس میں ایک دوسرے کو سبّ وشتم کرنا اختیار کرے گی تو اللہ جل شانہ کی نگاہ سے گر جائے گی۔'' (ترمذی)

الآثار

''مسلمانو! پرچمِ ختم نبوت گرنے نہ پائے اور عقیدۂ ختم نبوت پر آنچ نہ آئے ...... اس کی حفاظت ہم سب مسلمانوں کے ایمان کی اساس ہے۔ ہمارے ساتھیوں نے اپنے خون سے اس مشن کی آبیاری کی ہے۔ اس مقدس تحریک کو زندہ رکھنا۔

احرار کے سرخ پوش جوانو، خونِ شہداء کے وارثو! تمہیں دیکھ کر میں اپنے آپ کو بہت طاقتور محسوس کرتا ہوں۔ میں مطمئن ہوں کہ جب تک احرار زندہ وباقی ہیں ''نئی نبوت'' نہیں چلنے دیں گے۔ جب بھی کوئی ''نبی'' سر اٹھائے گا، صدیقِ اکبر (رضی اللہ عنہ) کی سنت جاری کی جائے گی۔

مسلمانو! متحد ہوکر احرار کی اس دینی جنگ میں شریک ہوجاؤ اور اپنی اجتماعی قوت سے انگریزی نبوت کا ٹاٹ لپیٹ دو۔''

(امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

آخری خطاب: ۱۵/ستمبر ۱۹۵۸ء

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان
REGD.M#32
جلد 15/ شمارہ 12/ دسمبر 2004ء/ شوال ۱۴۲۵ھ
ISSN 1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر
شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رفقاء فکر
چوہدری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر
الیاس میراں پوری
i4ilyas1@hotmail.com

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد

زرتعاون سالانہ
اندرون ملک: 150 روپے
بیرون ملک: 1000 روپے
فی شمارہ: 15 روپے

ترسیل زر بنام: "نقیب ختم نبوت"
اکاؤنٹ نمبر: 1-5278
یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
فون 061-511961

تشکیل

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	2
دین و دانش:	درسِ قرآن	محمد احمد حافظ	4
//	درسِ حدیث	یحییٰ نعمانی	7
//	خلافت و ملوکیت (آخری قسط)	پروفیسر طاہر الہاشمی	10
افکار:	پاسپورٹ سے مذہب کے خانے کا خاتمہ	مولانا زاہد الراشدی	15
//	بش کی جیت صلیبیوں کا رُخ جفا	سید یونس الحسنی	18
//	سوال "امریکی"......جواب "عملی"	ذوالکفل بخاری	21
//	امریکہ کے روشن خیال ہار گئے	پروفیسر خالد شبیر احمد	22
شاعری:	حمد (پروفیسر انور جمال) نعت (احسان دانش)		25
	دوستو! (پروفیسر اکرام تائب)		
	خوچہ ہم غم کو کھائے گا (مجید لاہوری)		
تاریخ احرار:	تاسیس احرار اور اس کا پس منظر	سید عطاء المحسن بخاریؒ	27
اقبالیات:	اقبال دشمنی......ایک تشنہ پہلو	محمد عمر فاروق	37
مجلس احباب:	مکتوب عبدالرحمٰن جامی نقشبندی بنام سید محمد کفیل بخاری	ادارہ	40
انشائیہ:	جائزہ لیتے رہو اپنے گریبانوں کا	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	41
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	ھینک فریکی	42
حسن انتقاد:	تبصرہ کتب سید محمد کفیل بخاری، ابوالادیب		43
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	46
اشاریہ:	"نقیب ختم نبوت" سال 2004ء	الیاس میراں پوری	51
آخری صفحہ:		ساغر اقبالی	64

ای میل ایڈریس
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

دل کی بات

منظر بدل رہا ہے

نومبر کے آخری عشرے میں پیپلز پارٹی کے رہنما جناب آصف علی زرداری آٹھ سالہ قید کے بعد رہا کر دیئے گئے۔اس واقعہ نے ملک کی منجمد سیاسی فضا میں ایک ارتعاش پیدا کر دیا ہے۔الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر زرداری صاحب کی رہائی پر مخالف وموافق تجزیوں اور تبصروں کی بھرمار ہے۔اسے حکومت کے ساتھ پیپلز پارٹی کی ڈیل بھی قرار دیا جارہا ہے اور زرداری صاحب کی استقامت کا نتیجہ بھی۔ یہ بھی کہا جارہا ہے کہ عنقریب یوسف رضا گیلانی اور دیگر سیاسی اسیر بھی رہا ہونے والے ہیں۔ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ کونسی بات درست ہے لیکن قرائن یہی بتارہے ہیں کہ ''منظر بدل رہا ہے''۔اس سلسلے میں وفاقی وزیر اطلاعات شیخ رشید احمد کے بیان نے ہماری رائے کو بہت تقویت دی ہے۔انہوں نے فرمایا ہے کہ ''زرداری کی رہائی نہیں' بے نظیر کی واپسی بڑی خبر ہوگی۔حکومت کے سب سے رابطے ہیں۔''

وزیر اعلیٰ پنجاب پرویز الٰہی کا کہنا ہے کہ: ''بہت جلد ملک میں خوشگوار سیاسی تبدیلی آنے والی ہے جو ملک وقوم کے لیے بڑی خوش خبری ہوگی۔''اور جناب آصف علی زرداری نے رہا ہوتے ہی فرمایا کہ ''اب لاہور میں بھی بلاول ہاؤس بنے گا اور ۲۰۰۵ء الیکشن کا سال ہوگا۔'' یہ بیانات اس راز کا پتا دیتے ہیں کہ دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے۔

اس وقت پرویز بادشاہ جس قسم کے سیاسی پتے کھیل رہے ہیں' وہ اُن کے دانے ختم ہونے اور زوال آشنا ہونے کا پتا دیتے ہیں۔ میدان لگ رہا ہے، تماش بین جمع ہو رہے ہیں اور اداکار بھی سٹیج پر جلوہ افروز ہو رہے ہیں۔عالمی سامراج جس ایجنڈے کی تکمیل سول حکمرانوں سے نہ کرا سکا' وہ فوجی حکمرانوں نے مکمل کر دیا۔حالیہ امریکی انتخابات میں کروسیڈی بش کی دوبارہ جیت کے بعد امریکی پالیسیوں میں تبدیلی کے آثار بھی نمایاں ہو رہے ہیں۔شاید پرویز بادشاہ اب امریکہ کی ضرورت نہیں رہے اور ان کے کیئے ہوئے اقدامات کو اب آئندہ آنے والی جمہوری حکومت آئینی وقانونی تحفظ فراہم کرے گی۔شاید آصف زرداری کی پیش گوئی پوری ہو جائے اور آئندہ سال پھر انتخابات ہوں۔موجودہ سیاسی منظر سے اندازہ ہوتا ہے کہ پرویز بادشاہ پیچ در پیچ سیاسی راہداریوں میں سے اپنے لیے کوئی محفوظ راستہ نکالنے کی سعی کر رہے ہیں۔آصف زرداری کی رہائی، نواز شریف کو پرویز صاحب کا تعزیتی فون، نواز ، بے نظیر رابطوں میں تیزی، تجاویز میں باہمی اتفاق، ق لیگ کا انتشار اور قیادت کا فقدان، پیر پگاڑا کی گھاتوں بھری باتیں، مجلس عمل اور اے آر ڈی کی طرف سے حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان' مستقبل میں کسی انہونی کے ہونے کی ہی خبر ہے۔

متحدہ مجلس عمل کی قیادت نے حال ہی میں اپنے کراچی کے اجلاس میں ''نیشنل سیکورٹی کونسل'' میں شریک نہ

ہونے کا فیصلہ کر کے ایک مثبت اور مضبوط قدم اٹھایا ہے۔ جناب قاضی حسین احمد اب فرماتے ہیں کہ ہم نے دل پر پتھر رکھ کر سترہویں آئینی ترمیم کو قبول کیا تھا۔ لیکن حکومت اپنے وعدوں سے مکر گئی ہے۔ اب تحریک کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اے کاش! مجلس عمل سترہویں ترمیم کے پتھر کو دل پر نہ رکھتی اور یہ پتھر چوم کر رکھنے کی نوبت نہ آتی۔ بہر حال دیر آید درست آید کے مصداق اب مجلس عمل کو بھی تاریخی کردار ادا کرنا ہوگا۔ آخر اب کچھ نہ کچھ تو ہونا ہے اور اونٹ نے کسی کروٹ ضرور بیٹھنا ہے۔ پرویز بادشاہ وردی سمیت جاتے ہیں یا وردی اتار کر' بہر حال انہیں اب جانا ہے۔ بگل بجنے لگے ہیں، شب ڈھلنے لگی ہے، سحر ہمکنے لگی ہے، خزاں دبکنے لگی ہے، ہوا سنکنے لگی ہے، کلی چٹکنے لگی ہے اور فضا مہکنے لگی ہے۔ اس لیے پرویز بادشاہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اب مزید گلوں کا دل نہ دکھائیں۔ وہ اپنے کیے گئے اقدامات کا ازالہ تو نہیں کر سکتے لیکن عافیت سے گھر جانے کی تدبیر ضرور کر سکتے ہیں۔

پاسپورٹ سے مذہبی خانے کا اخراج......قادیانی لابی کی نئی سازش:

گزشتہ ماہ حکومت نے کمپیوٹرائزڈ ریڈ ایبل نئے پاسپورٹ کے اجراء کا فیصلہ کیا اور اس نئے پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ بھی حذف کر دیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ ملک کی نظریاتی اساس کے خلاف ایک گھناؤنی سازش ہے۔ مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ وایمان پر اوچھا وار اور کاری ضرب ہے' جسے کسی بھی صورت میں قبول نہیں کیا جائے گا۔

۲۶ر نومبر کے جمعہ کو آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ اور مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت سید عطاء المہیمن بخاری کی اپیل پر ملک بھر میں اس حکومتی اقدام کے خلاف یومِ احتجاج منایا گیا۔ اجتماعات میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ حکومت فوری طور پر پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرے اور پاسپورٹ کی سابقہ حیثیت بحال کرے۔

پرویز بادشاہ جس روز سے سریر آرائے سلطنت وحکومتِ خداداد پاکستان ہوئے ہیں' وہ پوری شد ومد کے ساتھ پاکستان کو ایک سیکولر ریاست بنانے میں مصروف ہیں۔ اس باب میں وہ نہایت ''شدت پسند'' اور ''انتہا پسند'' واقع ہوئے ہیں۔ وہ اور ان کے ہم نوا قادیانیت نوازی کا مسلسل مظاہرہ کر رہے ہیں۔ حکومتی اداروں میں موجود قادیانی اسٹیبلشمنٹ اپنے امریکی وبرطانوی آقاؤں کی شہ پر حکومت پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ ہمارے اس دعوے کے ثبوت میں پاسپورٹ سے مذہب کے خانے کا خاتمہ اور ۱۴ر اکتوبر کو صحافیوں کے ساتھ پرویز مشرف صاحب کی گفتگو کے یہ جملے ہی کافی ہیں جو انہوں نے جناب ارشاد احمد حقانی کے سوال کے جواب میں کہے کہ: ''بدقسمتی سے ہمارے ہاں ماضی میں انتہا پسند مذہبی عناصر کے دباؤ کے آگے جھک جانے کا رویہ اختیار کیا گیا جیسا کہ بھٹو نے کیا۔ اب ہمیں یہ نہیں کرنا۔'' (''جنگ'' ملتان۔ ۱۷ر اکتوبر ۲۰۰۴ء)

بقیہ صفحہ ۲۳ پر

درس قرآن
محمد احمد حافظ

انفاق فی سبیل اللہ کی اخلاقیات

﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾ (سورۃ البقرہ، آیت ۲۶۴)

''اے ایمان والو! اپنے صدقہ وخیرات کو احسان جتا کر اور ایذاء دے کر ضائع مت کرو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتا، پس اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف پتھر کہ اس پر کچھ مٹی پڑی ہو، پھر اس پر زوردار بارش برسے اور اس (پتھر) کو بالکل صاف کردے۔ کچھ بھی ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کے جو انہوں نے کمایا۔''

صدقہ وخیرات کے اخلاقی احکام:

درج بالا آیت سورۂ بقرہ کے چھتیسویں رکوع کی ہے، اس سورۂ کے آخری رکوع سے پہلے کے چار رکوعات اسلام کے مالیاتی نظام کے متعلق احکام پر مبنی ہیں جن میں ہر مسلمان کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ تجارت اور صدقہ وخیرات میں مذکورہ احکام کو ملحوظ رکھے، بات کو پوری طرح سمجھنے کے لئے پچھلی دو آیات کا ذکر بھی ضروری ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝﴾

''جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ ہی اذیت دیتے ہیں، انہی کے لئے اجر ہے ان کے پروردگار کے پاس، اور نہ ڈر ہے (قیامت کے دن) اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ نرمی کے ساتھ جواب دینا اور درگذر کا معاملہ کرنا اس صدقے سے بہتر ہے جس کے پیچھے اذیت ہو، اور اللہ بے نیاز اور بڑے ہی تحمل والا ہے۔''

مذکورہ آیات میں تین لفظ آئے ہیں، مَنّ، اَذیٰ، رِیَا' مَنّ کا معنی ہے جس پر احسان کیا ہے اس پر اپنا احسان جتانا، اس پر احسان شماری کرنا، قرآن وحدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان جتانے والا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (نسائی)

اَذیٰ کا معنیٰ ہے کہ جس پر مال خرچ کیا ہے اس پر یا سائل پر اپنی برتری جتانے کے لئے اسے کہنا کہ تو مجھ سے کتنا مانگے گا؟ یا کہے کہ مجھے کتنا ستائے گا؟ یا اپنے دیئے ہوئے کا ایسے لوگوں کے سامنے تذکرہ جن کے واقف ہونے پر لینے والے کو نا گواری ہو۔

رِیَاء کا مطلب ہے لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی بھی نیک عمل کرنا، تاکہ لوگ اسے اچھا سمجھیں۔

مذکورہ آیات میں غور وفکر سے انسان پر واضح ہوتا ہے کہ صدقہ وخیرات جس طرح تطہیرِ مال کا ذریعہ ہیں اسی طرح تزکیۂ باطن کا سبب بھی ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں صرف حلال وطیب مال پیش کردینا ہی کافی نہیں بلکہ صدقہ وخیرات کرنے والے کی نیت کا خالص ہونا بھی ضروری ہے، اور یہ تب ہے جب صدقہ کرتے وقت ریاکاری نہ ہو، احسان نہ جتایا جائے اور نہ ہی سائل کو جھڑک کر یا کسی دوسرے ذریعے سے اذیت پہنچائی جائے، جو شخص ایسا کرتا ہے اس کے نیک اعمال باطل ہو جاتے ہیں، آیت کا اسلوب بتارہا ہے کہ احسان جتانا اور اذیت پہنچانا ریاکاری میں داخل ہے، ریاکاری اتنا بڑا جرم اور اتنی خطرناک روحانی بیماری ہے کہ جہاں اس کا شائبہ بھی پایا جائے عمل صالح برباد ہو کے رہ جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس خصلت کو کفار کا شیوہ بتایا گیا ہے،

کالذی ینفق ماله رئاء الناس ولا یومن بالله والیوم الآخر۔

ریاکاری کی مذمت احادیث میں بھی بہت صراحت کے ساتھ مذکور ہے، چناں چہ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہرت طلبی کے لئے عمل کرتا ہے اللہ بھی اس کے عمل کو شہرت طلبی کے لئے قرار دیتا ہے اور جو ریاکاری کرتا ہے اللہ بھی اس کے کام کو ریاکاری قرار دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم) حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ خطرہ شرکِ اصغر کا ہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا ''ریاکاری'' (رواہ احمد) بیہقی نے اتنا مزید نقل کیا ہے کہ جزا وسزا کے دن اللہ تعالیٰ ریاکاری کرنے والے سے فرمائیں گے کہ ان کے پاس جاؤ جن کو تم دنیا میں اپنے اعمال دکھایا کرتے تھے، جاکر دیکھو ان سے تمہیں جزا ملتی ہے (کہ نہیں)

کَمَثَلِ صَفْوَانٍ الخ۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو سمجھانے کے لئے ایک مثال بھی بیان فرمادی کہ جیسے پتھر کی ایک چٹان ہو جس پر کچھ مٹی وغیرہ بھی پڑی ہو، اس پر موٹے قطرے کی بارش برسے اور اس چٹان کو بالکل صاف کردے، تو جس طرح یہ

بارش ایک پتھر کو صاف کر دیتی ہے اسی طرح ریا کاری بھی نیک اعمال کو بھی لوحِ عمل سے صاف کر دیتی ہے،

ریا کاری کا شر صرف صدقات تک محدود نہیں بلکہ دیگر عبادات مثلاً نماز، حج، جہاد، ذکر و اذکار، تلاوتِ قرآن، تبلیغ دین کو بھی شامل ہے، جہاں بھی ریا پایا جائے گا عمل خواہ کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو باطل ہو جائے گا۔

زیرِ درس آیت سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مثال اوران کے بلند درجے کو بھی بیان فرمایا ہے جو انفاق سبیل اللہ کے وقت نام ونمود کا اشتہار نہیں بنتے بلکہ خالص اللہ کی رضا اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں چناں چہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''اوران لوگوں کی حالت جو اپنے اموال کو اللہ تعالیٰ کی خوش نودی اور اللہ تعالیٰ کے وعدۂ جز اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے خرچ کرتے ہیں اس جیسی ہے کہ ہموار اونچے میدان کا باغ ہو، اس پر موٹے قطروں کی بارش خوب برسے، پھر اس کے پھلوں کو دوگنا کر دے، پس اگر بارش نہ بھی ہو صرف پھوار پڑ جائے تو بھی کافی ہو، اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھتا ہے۔''

(سورۂ البقرہ، آیت ۲۶۸)

خلاصہ یہ ہے کہ کسی بھی نیک عمل کے ساتھ خلوص نیت کا سرمایہ ہو تو بھلے وہ عمل حجم کے اعتبار سے کتنا ہی چھوٹا اور کم کیوں نہ ہو اللہ کے ہاں مقبول ہے، دکھلاوے، ریا کاری اور ایذاء کے ساتھ کیا گیا نیک عمل حجم کے اعتبار سے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو مردود و نامقبول ٹھہرتا ہے، دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کی نعمت سے نواز دیں اور ایذا و احسان اور ریا کاری جیسے روحانی امراض سے بال بال محفوظ رکھیں، آمین۔

الہدیٰ:

☆ احسان جتانے، ریا کاری کرنے اور ایذا دینے سے نیک عمل باطل ہو جاتا ہے اور اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوتا۔

☆ بعض اعتبار سے ریا کار کفار کے مماثل ہو جاتا ہے،

☆ جو لوگ نیک اعمال میں نیت کو خالص رکھتے ہیں اور کسی کو تکلیف نہیں دیتے ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں اجر عظیم اور قیامت کے دن گھبراہٹ اور بے چینی سے نجات کا وعدہ فرمایا ہے۔

☆ شہرت طلبی کے لئے کیا گیا نیک عمل شرک اصغر ہے۔

☆ اخلاص کے ساتھ کیا گیا نیک عمل خواہ تھوڑا ہو مقبول ہے اور ریا کار کا عمل کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو باطل ہے۔

درسِ حدیث

مولانا محمد یحییٰ نعمانی

خیر کے کام میں دیر مت کیجئے

(ا) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دوتہائی رات گزرجاتی تو اٹھ جاتے اور کہتے: لوگو! اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، قیامت آ گئی، محشر کی گھڑی آ گئی، موت اور موت کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے، بہت قریب ہے، موت اور موت کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے بہت قریب ہے۔

(سنن ترمذی ومستدرک حاکم)

انسان اس دنیا میں بڑی مختصر زندگی لے کر آیا ہے اور یہی اس کی مہلت ہے جس میں وہ آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی کے لیے سامان جمع کرسکتا ہے۔ مگر شیطان اس کے دل پر کچھ ایسا تصرف کرتا ہے کہ اس کو اپنی یہ زندگی بڑی لمبی نظر آنے لگتی ہے۔ آپ جس انسان کو دیکھیں، یا اپنے دل کو ٹٹولیں اکثر کا حال یہی ملے گا کہ وہ اپنے لیے ہر وقت ایک طویل زندگی کی منصوبہ بندی کررہا ہے اور ہمہ وقت اسی کی تگ ودو میں مصروف ہے۔ فریبِ نظر کا اندازہ اس سے لگایئے کہ ماضی کی گزری ہوئی زندگی کے ماہ وسال تو بڑی مختصر مدت لگتے ہیں۔ کل کی بات ہے کہ بچپن تھا۔ مگر آئندہ زندگی کے اتنے ہی ماہ و سال ایک طویل زندگی نظر آتے ہیں۔ یہ سب نفس وشیطان کا دھوکہ ہے۔ جب موت آئے گی تو یوں ہی لگے گا کہ یہ سب بس ایک خواب کی طرح گزر گیا۔ خواجہ میر درد دہلوی کے بقول

وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

پھر اس زندگی کا کیا پتہ! کیا نوجوانوں کو موت نہیں آتی؟ کیا صحت مندوں کو نہیں آتی؟ کیا بچوں کو نہیں آتی؟ پھر کیسے ہم نے سمجھ لیا ہے کہ ہم بوڑھے ہوکر اور عمر طبعی پاکر ہی مریں گے؟ مگر شیطان نے ہم سب کو موت سے غافل کر رکھا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا اصل مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ عقل پر پڑے ان پردوں کو چاک کریں، وہ بتاتے اور یاد دلاتے ہیں کہ یہ سب دھوکہ ہے۔ دنیا کی زندگی بڑی مختصر ہے، اور موت قریب ہے۔ اور موت کے بعد کی زندگی، حشر ونشر، حساب کتاب اور عذاب وثواب سب برحق ہے۔ یہی بتلانا، اسی کو یاد دلاتے رہنا اور اس کی فکر کی دہائی دینا یہی ان کی زندگی کا مشغلہ اور مشن ہوتا ہے۔ وہ خود بھی دن رات اسی دھن میں لگے رہتے ہیں اور اس فکر کے ان پر غلبہ کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر لوگوں کو پکار پکار کر کہتے ہیں لوگو! ہوش کے ناخن لو، مہلت تھوڑی ہی ہے، قیامت آنے والی ہے اس کے آنے سے پہلے پہلے اللہ کی عبادت اور اس کے احکام بجالا کر اپنی نجات کا انتظام کرلو۔

اس حدیث کا خاص پیغام یہی ہے کہ اس دنیا کی عمر بڑی مختصر ہے اور ہر انسان کی موت قریب ہے زندگی کا سفر تیزی سے طے ہو رہا ہے، اس کی گاڑی منزل موت کی جانب رواں دواں ہے۔ لہذا ہر انسان کو نیک اعمال میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ کچھ نہیں پتہ کب داعی اجل آجائے اور رختِ سفر بندھ جائے۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کے ارشاد(اذکروا اللہ)''اللہ کو یاد کرو'' مراد خاص طور پر تہجد کی نماز ہے، وہی اس وقت کا خاص عمل اور صالحین کا وظیفہ ہے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اعمالِ صالحہ جلد ہی کرلو، سات خطروں سے پہلے پہلے۔ کیا غربت کا انتظار ہے، جو کسی بات کا ہوش نہ رہنے دے۔ یا ایسی تونگری اور مال داری کا انتظار ہے جو سرکش اور مغرور بنادے۔ یا ایسے مرض کے منتظر ہو جو تم کو برباد کردے، یا بڑھاپے کے آنے کے بعد عمل کرنے کو سوچو گے جب کسی قابل نہیں رہو گے۔ یا دجال کی راہ دیکھ رہے ہو، دجال بد ترین شخص ہے جس کا انتظار ہے، یا قیامت کا انتظار کر رہے ہو، تو سن لو! قیامت ان سب سے بڑی مصیبت اور خطرناک مرحلہ ہے۔ (سنن ترمذی)

آنحضرت ﷺ کے اس طاقتور اور بلیغ ارشاد میں انسانوں کو متوجہ کیا گیا ہے کہ جب صحت و فرصت ہوا اور اعمال صالحہ کا موقعہ ہو تو اس کو غنیمت جاننا چاہیے۔ اس لیے کہ انسانی زندگی میں بکثرت ایسے موڑ آتے ہیں اور ایسی آفتوں اور آزمائشوں کا سامنا ہوتا رہتا ہے کہ آدمی کے لیے پھر اعمال صالحہ کرنا مشکل سے مشکل تر ہو جاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ کچھ نیک عمل کرلے مگر خواہش کے باوجود نہیں کر پاتا۔ اس وقت اس کے پاس ضائع شدہ موقعوں پر حسرت و افسوس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہتا۔

کچھ پتہ نہیں کب صحت جواب دے دے، کچھ اطمینان نہیں کب مال و اسباب جاتے رہیں، جوانی تو ڈھلتی چھاؤں ہے، ایسے دبے پاؤں بڑھاپا آجاتا ہے کہ پتہ بھی نہیں چلتا، بڑھاپے میں نیک اعمال کی طاقت نہیں رہتی۔ تب حسرت ہوگی کہ جوانی میں کچھ کرلیا ہوتا......مگر......اسی طرح موت کا بھی کچھ پتہ نہیں کب آدھمکے اور قضا لے چلے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے دجال کے پُرآشوب فتنے سے بھی ڈرایا ہے۔ اس کے نمودار ہو جانے کے بعد اہل ایمان کے لیے نیک اعمال اور دین پر جمنا سخت مشکل ہو جائے گا۔ یہی حال دیگر دینی آزمائشوں اور امتحان لینے والے حالات کا ہے۔ جب عافیت کا زمانہ ہو اور نیکیوں کا موقع ہو، اپنی آخرت کے لیے کچھ جمع کرنے کی فکر کر لینی چاہیے۔ حدیث کے آخر میں آنحضرت ﷺ نے قیامت کی آفتِ عظمیٰ کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ بھی دور نہیں۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور آپ سے دریافت کیا کہ سب سے بہتر صدقہ کون سا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت کا صدقہ جب تم صحت مند و توانا

(اور جوان) ہو، امنگیں باقی ہوں، فقر کا بھی اندیشہ ہو، اور مالداری کا بھی جی چاہتا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم پوری زندگی صدقہ نہ کرو۔ پھر جب جان نکلنے لگے اور بچنے کی کوئی امید نہ ہو تو نزع کے عالم میں وصیت کرو کہ فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا دے دیا جائے۔ اب تو مال کسی اور کا ہو چکا (یعنی وارثوں کا)۔ (صحیح مسلم)

واقعہ ہے کہ ایسے حال میں جب کہ صحت باقی۔ خواہش اور تمنائیں ہوں اور غربت و مال داری دونوں کے امکانات ہوں، اس وقت کا صدقہ یقیناً گہرے ایمان اور اللہ کی محبت کا نتیجہ اور آخرت طلبی کی علامت ہے۔ اللہ توفیق عطا فرمائے۔

(۴) ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ایسے فتنوں کے آنے سے پہلے پہلے نیک عمل کرلو جو سیاہ رات کی طرح ظلمت والے ہوں گے (یعنی جن میں حق کی راہ پر چلنا بڑی بصیرت والوں کے لیے ہی ممکن ہوگا)۔ اپنا دین، دنیا کے حقیر ٹکوں کے عوض فروخت کرے گا۔ (صحیح مسلم)

یہ ''فتنہ'' حدیث کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ جس کا اطلاق ہر اس قسم کے حالات پر ہوتا ہے جس میں دین کی حفاظت مشکل ہو جائے گی اس لحاظ سے عقیدہ وعمل کی ہر وہ گمراہی اور خرابی فتنہ ہے جو کسی بھی خاص سبب سے پھیلتی جا رہی ہو، اور اہل ایمان واہل حق کے لیے اس سے لوگوں کو بچانا مشکل ہو رہا ہو۔ اور اسی بنیاد پر اہل ایمان اور اہل حق اسلامی تاریخ کی ان بڑی بڑی گمراہیوں اور راہ حق وعدل سے انحراف کرنے والی تحریکوں کو ''فتنہ'' کہتے ہیں جو اپنے اپنے زمانوں میں تیزی کے ساتھ پھیل رہی تھی اور مسلمانوں کو متاثر کر رہی تھیں...... بالکل اسی طرح اگر کفر اپنی طاقت کی بنیاد پر اہل اسلام کے لیے اپنے دین پر عمل کرنا مشکل بنا دے اور حالات کے دباؤ کے نتیجہ میں بکثرت لوگوں کے پاؤں پھسل رہے ہوں تو یہ بھی اس اصطلاح کے مطابق ''فتنہ'' کہلائے گا۔ اور اسی اعتبار سے حدیث شریف میں دجال کو ''عظیم فتنہ'' قرار دیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے یہ منکشف کر دیا تھا کہ آپ کی امت پر آئندہ زمانوں میں طرح طرح کے فتنے آئیں گے۔ ان کی وجہ سے ایسا بھی ہوگا کہ صبح کو آدمی اس حال میں اٹھے گا کہ وہ اپنے ایمان وعمل کے لحاظ سے ایک اچھا خاصا مومن ومسلم انسان ہوگا، مگر شام ہوتے ہوتے وہ کسی گمراہی یا بدعملی میں مبتلا ہو کر اپنا ایمان ضائع کر بیٹھے گا۔ حدیث شریف کی خاص تعلیم یہ ہے کہ ہر زمانے کے اہل ایمان ایسے ایمان سوز فتنوں سے ہوشیار رہیں، اعمال صالحہ کا اہتمام اور ان میں سبقت اور جلدی کریں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی فتنے میں مبتلا ہو کر توفیق الٰہی سے محروم کر دیا جائے......امید ہے کہ اگر بندۂ مومن اعمال صالحہ کا اہتمام کرتا رہے گا تو وہ اس کا مستحق ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتنوں کے آزمائشی موقعوں پر اس کی حفاظت کی جائے اور توفیق خداوندی اس کی دست گیری کرے۔

پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی

آخری قسط

خلافت وملوکیت

(۷) حضرت مولانا محمد سعید الرحمٰن علویؒ لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کے بعد کا دور جسے خلافت راشدہ کا دور کہا جاتا ہے اس کی عمر عام حضرات کے نزدیک تیس برس ہے جس کا معنی یہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا چند ماہ کا دور بھی اس میں شامل ہے۔ اس بنیاد پر ان ہی حضرات کو خلفائے راشدین کہا جاتا ہے۔ لیکن میں اس معاملہ میں بڑے احترام سے اختلاف کرتے ہوئے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس فہرست میں شامل کرتا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ وہ آخری صحابی ہیں جنہیں حکومت وسلطنت کا موقع ملا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کو اللہ رب العزت نے ''راشدون'' (حجرات نمبر ۷) کہا۔ وہ اہلسنت کے اجماعی مؤقف کے مطابق ''عدول'' اور ''معیارِ حق وصداقت ہیں۔

دورِ حاضر کے محدث کبیر مولانا ظفر احمد عثمانی الحنفی التھانوی قدس سرہٗ نے مولانا مودودی مرحوم کی کتاب ''خلافت وملوکیت'' کا ایک جواب لکھا تھا جو کوثر نیازی مرحوم کے رسالہ ''شہاب'' میں بالاقساط نکلا۔ حضرت امیر شریعت السید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ الباری کے خلف الرشید مولانا سید عطاء المنعم بخاری مرحوم نے مولانا ظفر احمد عثمانی کی تحریری اجازت سے ایک جاندار مقدمہ کے ساتھ ان اقساط کی کتابی شکل میں شائع کیا۔ عنوان تھا ''براءِۃ عثمانؓ ''اس جواب پر جماعتِ اسلامی کے حلقوں کی جوابی کارروائی ہوئی۔ مولانا عثمانی کی نگرانی میں ان کے صاحبزادے مولانا قمر احمد عثمانی نے جواب لکھا جو مولانا سید عطاء المنعم نے ''تذکرۂ یاراں'' کے نام سے شائع کیا۔ مولانا ظفر احمد جیسے محدث اور نقاد نے جس خوبصورتی سے یہ چیزیں لکھیں یا لکھوائیں۔ وہ ان کا اہلسنت پر احسان ہے اور ان کی زبردست تدریسی اور محدثانہ خدمات پر زبردست اور خوبصورت اضافہ ہے۔ اور ان میں مولانا نے بعض احادیثِ صحیحہ نقل کی تھیں۔ جن میں اسلام کی چکی تیس برس سے زائد چلنے کا بھی ارشاد ہے۔ ان ہی روایات سے مولانا المرحوم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے بھی استدلال کیا۔ کہ انہیں اس فہرست میں شامل کیا جائے اور یہ کہ وہ اس میں شامل ہیں۔

احقر نصِ قرآنی ''راشدون'' کے حوالے سے پہلے سے ایک ذہن رکھتا تھا۔ مولانا عثمانی کے اس ارشاد سے اور تقویت ملی اور اطمینانِ قلب نصیب ہوا۔ جزاھم اللّٰہ ورحمھم اللّٰہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ.

(ماہنامہ میثاق لاہور، نومبر ۱۹۸۵ء)

(۸) مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی (شہیدؒ) سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ پاکستان نے چند سال قبل خلفائے راشدین کے زرّین عہد کو

اجاگر کرنے کے لیے ’’خلافت راشدہ‘‘ جنتری کے نام سے ایک سالانہ سلسلہ شروع کیا تھا جسے بعد میں ماہنامہ خلافتِ راشدہ میں تبدیل کر دیا گیا۔

موصوف اس سلسلے کی اوّلین اشاعت (اداریہ) میں زیرعنوان ’’نظامِ خلافتِ راشدہ کا تعارف‘‘ لکھتے ہیں:

خلافتِ راشدہ کی چوتھی کڑی کے طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ بائیس لاکھ مربع میل پر پانچ سال تک خلیفہ رہے۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زرّین عہد میں ایک مرتبہ پھر فتوحاتِ اسلامی کا غوغا چاردانگ عالم میں پھیل گیا۔ اسلام عرب وعجم سے نکل کر مغربی اقوام کے دروازے پر دستک دینے لگا۔ چونسٹھ لاکھ کے وسیع وعریض خطہ پر یعنی نصف دنیا پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انیس سال تک تن تنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ضابطۂ حیات کو فروزاں رکھا۔ جس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان جوکھوں میں ڈال دی تھی۔ یہی زرّین اور درخشندہ عہد ’’خلافتِ راشدہ‘‘ کے عنوان سے معنون ہوا۔

آپ ایک لمحہ کے لیے اگر ’’خلافتِ راشدہ‘‘ کے دور سے صرفِ نظر کر لیں، تو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک تاریخِ اسلام کے دامن میں افتخار ونجابت کی کون سی چیز باقی رہ جاتی ہے۔......قرآنی وعدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ہی رفقاء میں سب سے قریبی رفیق ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ علی الترتیب خلافت کے زیور سے آراستہ ہوئے۔ (خلافت راشدہ جنتری ۱۹۸۶ء ص ۲۲۔۲۱)

اس کے بعد اگلے سال ۱۹۸۷ء کی جنتری میں زیرعنوان ’’کیا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے؟‘‘ ایک مضمون بصورت ’’سوال وجواب‘‘ شائع کیا گیا۔ سوال کنندہ شاعر اسلام سید سلمان گیلانی آف شیخوپورہ ہیں جو اس مضمون کے آغاز میں لکھتے ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور فاتح عرب وعجم سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت اور یزید کی ولی عہدی کے بارے میں مسلم تنظیم اتحاد العالمی کے سربراہ اور پاکستان کے مشہور خطیب اور جنتری کے مدیر اعلیٰ علامہ ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی سے سوال وجواب۔

سوال: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد کہنا کیسا ہے؟ بعض اصحاب اہلسنت بھی انہیں خلیفہ راشد کہنے سے ہچکچاتے ہیں۔ جبکہ آپ نے اپنی خلافتِ راشدہ جنتری ۱۹۸۶ء میں چھٹے نمبر پر خلیفہ راشد لکھا ہے۔

جواب: اس معاملے میں میری رائے ان اصحاب کے بارے میں یہ ہے کہ ان پر رفض کے پروپیگنڈے کا اثر ہے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض اہلسنت علماء کی مسلسل خاموشی ان کی کم علمی اور جہالت کی وجہ سے ہے۔ جبکہ قرآن پاک میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے ’’اولٰٓئکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ‘‘ تو اس آیت میں جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو راشد قرار دیا گیا ہے اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی بلکہ کاتب وحی ہیں......اس کے علاوہ بھی اگر دیکھا جائے تو تاریخ میں ان کی خلافت کے راشدہ ہونے کی گواہی میں صداقت موجود ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا

معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کر رہے ہیں تو گویا وہ ایک خلیفہ راشد کی اطاعت کا عہد و پیمان باندھ رہے ہیں۔ اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد نہ ہوتے تو حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کبھی ان کی بیعت نہ کرتے۔ یہ خلافت بھی پچھلی خلافتوں کا تسلسل ہے...... سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد کوئی شخص اس پوزیشن میں نہیں کہ اس کا قول ان دونوں حضرات کے فعل سے ثقہ ہو......

حیرت ہے کہ ہمارے دوستوں کو صرف تیس سال والی حدیث پر اصرار کیوں ہے؟ جبکہ ۳۷ سال والی حدیث میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے سات سال جو فتوحات کے عروج کا زمانہ ہے بھی شامل ہیں۔ یکطرفہ پروپیگنڈے سے ہمارے علماء متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے اور تیس سال والی حدیث بیان کر کے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بطلان کیا......
ایک بات اور یاد رکھیں کہ صحابی کا درجہ نص قطعی سے غیر صحابی کے مقابلے میں اولیٰ ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے صحابی ہیں۔ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، کاتب وحی ہیں۔ جبکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز غیر صحابی ہیں ہمارے علماء انہیں تو خلافت راشدہ کے زمرے میں شمار کرتے ہیں لیکن کس قدر ستم ظریفی ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کا اہل نہیں سمجھتے۔ کیا رفض نے اپنا کام نہیں دکھایا؟ (خلافتِ راشدہ جنتری ۱۹۸۷ء ۲۵۔۲۴)

جناب فاروقی صاحب کے ان خیالات کی تردید اور اہلسنت والجماعت کو گمراہی سے بچانے کے لیے جناب قاضی مظہر حسین صاحب نے اپنے مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کی سالانہ روئیداد میں ایک مضمون بعنوان ''عقیدہ خلافتِ راشدہ اور امامت'' شائع کیا جس کا جواب راقم الحروف کے فاضل دوست اور بھائی جناب مولانا الطاف الرحمٰن نے بعنوان ''حقیقت عقیدہ خلافتِ راشدہ'' دیا جو خلافتِ راشدہ جنتری ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا۔ اس کا جواب جناب قاضی مظہر حسین نے اپنے مدرسہ کی سالانہ روئیداد میں ۱۴۰۹ھ کا اہم مضمون کے طور پر بعنوان ''موعودہ خلافتِ راشدہ اور حضرت معاویہؓ کے نادان حامی غالی گروہ'' شائع کیا۔ عنوان کی دوسری جزو میں کثافت اور ''بغضِ معاویہؓ'' بالکل واضح ہے۔ اس کے بعد کوئی جواب الجواب راقم کے علم میں نہیں ہے۔

(۹) فخر السادات ابنِ امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ فرماتے ہیں:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بتقاضائے نصِ قرآنی چھٹے موعودہ خلیفۂ راشد ہیں۔ کسی کی مشیخت مجروح ہونے سے صحابی رسول ﷺ کا کردار محفوظ ہو جائے تو یہ سودا سستا ہے۔ امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، امام سادس و عادل، خلیفۂ راشد بتقاضائے نصِ قرآنی سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اسلام کی جلیل القدر شخصیت ہیں جن کے دورِ امامت و خلافت پناہ میں اسلام کی روشن کرنوں نے دنیا کے آخری سروں کو اپنی ضیا پاشیوں سے منور کیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی فضیلت ان کا صحابی رسول ﷺ ہونا ہے۔ بعد کے زمانوں کا کوئی قطب، ابدال، ولی اور غوث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نعلین مبارک سے لگی خاک کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ نسبتِ صحابیت کے اعتبار سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برابر ہیں اس کے بعد ان کے درجات

ہیں۔اسلام قبول کر لینے کے بعد جناب محمد کریم ﷺ نے سیدنا معاویہ ؓ کو اپنا کاتبِ وحی مقرر فرمایا اوران سے خوش ہوکران کے لیے دنیا وعقبیٰ کی کامرانیوں کے لیے پیش گوئیاں اور دعائیں فرمائیں کہ:

''اے اللہ! معاویہ ؓ کوحساب وکتاب سکھا اورانہیں عذاب سے بچا۔''

''اے مولا! معاویہ ؓ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت رساں بنا۔''

اندازہ کیجئے جو بارگاہِ رسالت میں اتنا مقرب وبرگزیدہ ٹھہرے،کون ہے جو اَب اس کی عظمت ورفعت کا مقابلہ کرسکتا ہے۔سیدنا معاویہ ؓ صحبتِ رسول ﷺ سے ہمہ وقت مشرف تھے۔قدم قدم پر ان کی تربیت ورہنمائی خودرسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔اب ان پر حرف زنی اور انگشت نمائی کرنا اپنے ہی ایمان کی بربادی اور فکری گمراہی کی علامت ہے۔ان آفتاب بداماں ہستیوں کی طرف منہ کر کے تھوکنے والے بدبخت اپنا ہی منہ گندا کرتے ہیں۔

دیکھو گے برا حال صحابہ کے عدو کا
منہ پر ہی گرا جس نے بھی ماہتاب پہ تھوکا

سیدنا معاویہ ؓ ارشادفرماتے ہیں کہ میں ایک روز رسول اللہ ﷺ کو وضو کرارہا تھا تو آپ ﷺ نے میرے لیے یہ ارشادفرمایا:'' **یا معاویة ان ولیت امرًا فاتق اللّٰہ واعدل** '''' اے معاویہ ؓ اگرتم والی وحاکم بنادیئے جاؤ تو اللہ سے ڈرتے رہنا اورانصاف کرتے رہنا۔''

سیدنا معاویہ ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس روز سے ہی یقین ہوگیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ضرور خلافت عطا فرمائیں گے۔

ایک اورحدیث مبارکہ میں آپ کی خلافت عادلہ وراشدہ بتقاضائے نصِ قرآنی کی بشارت یوں دی گئی

'' **یامعاویة ان اللّٰہ یقمّصک قمیص** '' اے معاویہ ؓ بے شک اللہ تجھے خلافت کی قمیص پہنائے گا۔

سیدنا حسن مجتبےٰ ؓ نے سیدنا معاویہ ؓ کے حق میں دستبردار ہوکراورآپ کی بیعت کر کے فرمانِ رسول ﷺ کو سچ کردکھایا کہ:''میرا یہ بیٹا سردار ہے اورعنقریب یہ دو مسلمان گروہوں میں صلح کرائے گا۔''

یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ زمانہ بعد کے ایک غیرصحابی نیک دل فرمانروا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو پانچواں خلیفہ ٔراشد مانا جاتا ہے لیکن سیدنا معاویہ ؓ کو رسول کریم ﷺ کی دی گئی پیشین گوئیوں کی موجودگی میں بھی خلیفۂ راشد ماننے میں تردد ہے۔جب زبان نبوی ﷺ نے سیدنا عثمان ؓ کی خلافت کے لیے ''قمیص'' کا واضح اور فیصلہ کن لفظ ارشادفرمایا تو اسے خلافتِ راشدہ سے تعبیر کیا گیا اور یہی قمیص کا لفظ سیدنا معاویہ ؓ کے لیے ارشادفرمایا جائے تو خلافت راشدہ مان لینے میں کیا امر مانع ہوجاتا ہے؟

پچپن ہزار صحابہ کرام ؓ بشمول سیدنا حسین ؓ نے سیدنا حسن ؓ کی صلح کے بعد سیدنا معاویہ ؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کی موعودہ خلافتِ راشدہ پر مہر تصدیق ثبت کی۔آج کے دیوبندی، بریلوی یا اہل حدیث علماء کرام کی خود

ساختہ توضیحات وتشریحات اور تعبیرات کو اصحابِ رسول ﷺ کے فیصلے کے سامنے پرکاہ کے برابر بھی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ اگر کسی بزرگ، عالم یا پیر کی رائے کو غلط قرار دیا جائے تو آدمی دین کے دائرے سے خارج نہیں ہوجاتا۔ اگر دفاعِ صحابہ ؓ میں کسی کی مشیخت مجروح ہوجائے اور صحابی کی ذات اور ان کا کردار نکھر کر سامنے آجائے تو یہ سودا سستا ہے اور اسی میں ایمان کی سلامتی اور نجات دارین ہے۔

ہم نے ۱۹۶۱ء سے دفاعِ معاویہ ؓ کا علم اسی خاطر بلند کیا کہ باقی تمام صحابہ کرام ؓ کی شخصیات سبائی وتبرائی و نیم رافضی سنیوں کی تنقید و جرح سے محفوظ ہوجائیں۔ سیدنا معاویہ ؓ کی شخصیت کو صحیح مان کر ان کی اتباع کرنے والا کسی صحابی کے بارے میں کوئی نامناسب بات سوچ ہی نہیں سکتا۔ جبکہ دیگر اصحابِ رسول ﷺ کو مان کر اور اپنے آپ کو سنی کہلا کر بھی بعض لوگ سیدنا معاویہ ؓ، سیدنا یزید بن ابی سفیان ؓ، سیدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ، سیدنا عمرو بن عاص ؓ، سیدنا ابوموسیٰ اشعری ؓ، سیدنا مروان ؓ اور ان کے اعوان وانصار کو گناہ گار، قرآن ناشناس، قرآن وسنّت کے نافرمان، باغی، خاطی اور ضال ومضل (خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے) ایسے الفاظ سے تبرّا کرتے ہیں۔

الحمدللّٰہ! ہم نے آج تک کسی آخری درجے کے صحابی کے بارے میں بھی اپنے دل ودماغ کے کسی گوشے میں بھی کوئی نامناسب لفظ تک نہیں سوچا۔ ہماری تو دعا ہے کہ ایسا غارت گر ایمان لمحہ آنے سے پیشتر اللہ ہمیں موت دے دے۔ امین۔ ہم نے کبھی سیدنا علی المرتضیٰ ؓ پر سیدنا معاویہ ؓ کو ترجیح نہیں دی۔ سیدنا علی المرتضیٰ ؓ ہر لحاظ سے سیدنا معاویہ ؓ سے افضل وبرتر ہیں۔ وہ چوتھے خلیفۂ راشد ہیں۔ سابقون الاوّلون کے مصداق اور بدر وحنین کے معرکہ آراء ہیں۔ ان کی بزرگی وفضیلت سب پر مسلّم ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام ؓ کو عادل وراشد مانا جائے۔ ان کے فیصلوں کو درست تسلیم کیا جائے اور مشاجراتِ صحابہ کرام ؓ میں رائے زنی کی بجائے اپنی زبان اور قلم کو روکا جائے۔ ایک صحابی کو معصوم عن الخطاء مان کر دوسرے صحابی پر طنز وتشنیع کے نشتر نہ چلائے جائیں۔ بلکہ تمام صحابہ کرام ؓ کو برحق مانا جائے اور انہیں مجتہد مطلق جان کر اپنی دراز زبانوں کو لگام دی جائے۔

یہی مسلک اہلسنت ہے۔ جس پر احرار کا اعتقاد وایمان ہے اور یہی وہ دعوت ہے جو تمام یارانِ سرِ پُل کے لیے صلائے عام کی حیثیت رکھتی ہے اور اسی کو حق وسچ مان کر عمل پیرا ہونے سے ہی مغفرت ونجات ممکن ہے۔

(ماخوذ از ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان، فروری ۱۹۹۴ء)

الحمدللہ راقم الحروف کا بھی یہی اعتقاد ونظریہ ہے اور مذکورہ بالا نظریات وخیالات سے حرف بحرف اتفاق ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ طویل اقتباس من وعن نقل کیا گیا۔ (ختم شد)

مولانا زاہد الراشدی

پاسپورٹ سے مذہب کے خانے کا خاتمہ

حکومتِ پاکستان نے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کر دیا ہے۔ مولانا اللہ وسایا نے بتایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی طرف سے جو کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سربراہ بھی ہیں ۔ایک اپیل جاری کی گئی کہ ۲۶ رنومبر کو پورے ملک میں علماء کرام جمعۃ المبارک کے خطاب میں پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کرنے پر احتجاج کرتے ہوئے اس کی دوبارہ بحالی کا مطالبہ کریں۔ انہوں نے بطور مشورہ دریافت کیا کہ ہمیں اس سلسلہ میں کیا کرنا چاہیے؟ میری گزارش ہے کہ ہمارے پاس ہمیشہ ایک ہی ہتھیار رہا ہے کہ ہم عوام کو اعتماد میں لیتے ہیں اور رائے عامہ کو بیدار کر کے اس کے ذریعے حکمرانوں کو آمادہ کرتے ہیں کہ وہ ہمارے مطالبات پر توجہ دیں۔ اب بھی ہمیں یہی کچھ کرنا ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ ہم اگر اپنے اس جائز اور اصولی مطالبہ کے لیے تمام مکاتب فکر کی جماعتوں اور رہنماؤں کو حسبِ سابق اعتماد میں لیتے ہوئے رائے عامہ کو بیدار اور منظّم کرنے کے لیے سنجیدہ محنت کریں تو حکومت کے لیے اس مطالبہ کو نظر انداز کرنا مشکل ہو جائے گا۔

پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی موجودگی یا اسے ختم کرنے کے مسئلہ کا تعلق موجودہ اور معروضی حالات میں دو امور سے ہے اور یہ صرف اتنا مسئلہ ہی نہیں ہے کہ ایک سرکاری دستاویز میں مذہب کا خانہ موجود تھا جسے اب مبینہ طور پر ختم کر دیا گیا ہے بلکہ اس کے پیچھے ایک طویل پس منظر ہے جسے ذہن میں رکھے بغیر اس کی اہمیت اور نزاکت کو سمجھنا بہت مشکل ہے ۔ایک بات کا تعلق ملک کی اسلامی نظریاتی شناخت سے ہے کہ گزشتہ کئی برسوں سے اس بات کی مسلسل کوشش کی جارہی ہے کہ پاکستان کی اسلامی شناخت کو ختم کر دیا جائے اور ایسی ہر علامت کو مٹا دیا جائے جس کا تعلق اسلام سے ہے اور جسے دیکھ کر یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ ملک ان مسلمانوں کا ہے جو اپنے مذہب کی بنیادوں پر نہ صرف یقین رکھتے ہیں بلکہ اپنے ملک، قوم اور سوسائٹی کی تشکیل میں بھی ان مذہبی بنیادوں کو کارفرما دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ بات آج کے عالمی حلقوں اور ان کے فکر و فلسفہ کے سامنے سپر انداز ہو جانے والے عناصر کے لیے قابل قبول نہیں ہے اور ان کی خواہش اور کوشش یہ ہے کہ جس طرح مغرب نے قومی زندگی میں مذہب کا لبادہ اتار دیا ہے ہم بھی ان کی طرح مذہب کا لباس اتار کر اس حمام میں ننگے ہو جائیں اور مذہب کو فرد کا اختیاری معاملہ قرار دے کر قومی اور معاشرتی زندگی میں اسلام اور کفر یا مسلمان اور کافر کے فرق کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیں۔ پاکستان کے دستور میں موجود اسلامی دفعات اسی لیے قابل اعتراض ٹھہرتی ہیں۔ حدود کے شرعی قوانین اسی وجہ سے موردالزام بنتے رہتے ہیں۔ توہین رسالت پر موت کی سزا کا قانون صرف اسی وجہ سے انسانی حقوق کے منافی دکھائی دینے لگتا ہے۔ قرآن وسنت کے بہت سے خاندانی احکام وقوانین اسی بنیاد پر مساوات کے خلاف اور امتیازی قوانین قرار پاجاتے ہیں

اور دینی مدارس کا سب سے بڑا قصور یہ ہے کہ وہ مسلم معاشرہ میں اسلام اور کفر کے فرق کا ذہن باقی رکھے ہوئے ہیں اور ان کی وجہ سے مسلمان اور کافر کا امتیاز ابھی تک موجود ہے جبکہ ہمارے بارے میں عالمی استعمار کا ایجنڈا یہ ہے کہ یہ سارے فرق اور امتیاز ختم کر کے مسلمانوں اور کافروں کو ایسی مخلوط سوسائٹی قائم کر دی جائے جس میں نہ کوئی کسی کو مسلمان نظر آئے اور نہ کوئی کسی کو کافر دکھائی دے لیکن اس سلسلہ میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ پاکستان کے قیام کی بنیاد ہی مسلمان اور کافر کے فرق پر ہے اور جس دوقومی نظریہ کو پاکستان کی اساس قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی اس کے سوا کوئی توجیہ ہی ممکن نہیں ہے کہ مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں۔ دونوں کی تہذیب اور تمدن ایک دوسرے سے الگ ہے اور دونوں ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ اس لیے مسلمانوں کا ایک الگ وطن قائم ہونا ضروری ہے جس میں وہ اپنے مذہب کے اصولوں پر عمل کر سکیں اور اپنے کلچر اور تہذیب کو آزادانہ طور پر اپنا سکیں۔ پاکستان کے قیام کا سب سے بڑا جواز یہی ہے اور اسی جواز کے سہارے پاکستان اب تک ایک الگ ملک کے طور پر کھڑا ہے ورنہ اگر خدانخواستہ اس فلسفہ اور اصول کی نفی کر دی جائے تو پاکستان کے وجود کا اخلاقی اور سیاسی طور پر کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا اور غالباً پاکستان کی اسلامی شناخت کی علامتوں کو ایک ایک کر کے ختم کرتے چلے جانے والے حضرات چاہتے بھی یہی ہیں تاکہ جنوبی ایشیاء کے بارے میں عالمی استعمار کے اس ایجنڈے کو آگے بڑھانے کی راہ ہموار کی جائے جس کا مقصد جنوبی ایشیاء کو پھر سے ایک سیاسی وحدت کے دائرے میں سمیٹ کر اس خطہ کے مسلمانوں کو اس صلاحیت اور اس کے اظہار کے مواقع سے محروم کر دینا ہے کہ وہ جداگانہ تشخص کے ساتھ اسلام اور عالم اسلام کے بہتر مستقبل کے لیے کوئی کردار ادا کر سکیں۔ اس سے قبل شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کرنے کا فیصلہ کر کے اسے واپس لینے کا پس منظر بھی یہی تھا۔ شناختی کارڈ اور ووٹر فارم میں مذہب کا خانہ اور عقیدۂ ختم نبوت کا حلف نامہ ختم کرنے کی وجہ بھی یہی تھی اور اب پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کرنے کا پس منظر بھی اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ پاکستان میں مسلمان اور کافر کا فرق مٹا دیا جائے تاکہ نہ کوئی امتیاز موجود رہے اور نہ ہی اس امتیاز اور فرق کو قانونی اور معاشرتی طور پر ملحوظ رکھنے کے مطالبات کا کوئی جواز باقی رہے۔

اس مسئلہ کا دوسرا پہلو قادیانیت کے حوالہ سے ہے کہ جب قادیانیوں کو دستوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور انہیں اسلام کا نام اور مسلمانوں کی مخصوص علامات وشعائر کے استعمال سے روک دیا گیا تو آل پارٹیز ختم نبوت ایکشن کمیٹی نے یہ مطالبہ کیا کہ چونکہ قادیانیوں کے نام مسلمانوں جیسے ہیں اور چونکہ قادیانی گروہ اپنے غیر مسلم ہونے کے دستوری فیصلہ کو تسلیم نہیں کر رہا اور چونکہ قادیانی گروہ کے افراد بیرون ملک جا کر مسلمانوں والے ناموں اور اسلام کے دعویٰ کے ساتھ اسلام اور پاکستان کے خلاف کام کرتے ہیں۔ اس لیے پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی موجودگی ضروری ہے تاکہ کوئی قادیانی دستور پاکستان سے انحراف کرتے ہوئے بیرون ملک خود کو مسلمان ظاہر کر کے ایسی سرگرمیوں کا ارتکاب نہ کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ شناختی کارڈ، ووٹر فارم یا پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی موجودگی پر سب سے زیادہ قادیانی جز بز ہوتے ہیں اور ان کی مسلسل

کوشش چلی آ رہی ہے کہ انہیں غیر مسلم قرار دینے والے دستوری اور قانونی فیصلے ختم ہو جائیں یا کم از کم وہ عملی امتیازات یا علامتیں قانونی طور پر باقی نہ رہیں جن کی وجہ سے ان کی شناخت مسلمانوں سے الگ ہو جاتی ہے اور اگر پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کرنے کا فی الواقع فیصلہ ہو گیا ہے تو اس کا سب سے بڑا فائدہ قادیانیوں کو ہوگا اور اس کی سب سے زیادہ خوشی بھی انہی کو ہوگی۔ قادیانیوں کو اگر جائز طور پر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ ہم تو انہیں مسلسل یہ دعوت دے رہے ہیں کہ وہ اپنے بارے میں ملک کی منتخب پارلیمنٹ کا جمہوری اور اصولی فیصلہ تسلیم کرتے ہوئے وہ تمام حقوق حاصل کریں جو معروف اور مسلّم طور پر انہیں حاصل ہونے چاہئیں لیکن قوم اور اس کی پارلیمنٹ کے جمہوری فیصلہ کو مسترد کر کے وہ جو کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ نہ ان کا حق بنتا ہے اور نہ ہی وہ اس طرح ہٹ دھرمی کے ساتھ قوم سے وہ کچھ لے سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کرنے سے قادیانیوں کو جو فائدہ مل رہا ہے اس کا تعلق ان کے مسلمہ اور جائز حقوق سے نہیں بلکہ پارلیمنٹ اور دستور کے فیصلے سے ان کے کھلم کھلا انحراف سے ہے اور ہماری کوئی بھی حکومت جب بھی مسلمانوں اور قادیانیوں میں فرق قائم رکھنے والی کسی علامت کو ختم کرتی ہے تو گویا وہ قادیانیوں کی اس ہٹ دھرمی کے آگے ہتھیار ڈال دیتی ہے جو وہ پوری قوم اور دستور کے خلاف اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اس لیے صدر جنرل پرویز مشرف اور وزیر اعظم جناب شوکت عزیز سے ہماری مودبانہ گزارش ہے کہ وہ اس مسئلہ کو صرف چند این جی اوز کی قراردادوں یا کچھ بین الاقوامی لابیوں کی خواہشات کے حوالہ سے نہ دیکھیں بلکہ اس کے وسیع تر پس منظر اور عمومی تناظر میں اس کا جائزہ لیں اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان یہ معاشرتی فرق قائم کرنے کا مطالبہ سب سے پہلے مفکر پاکستان علامہ محمد اقبالؒ نے کیا تھا۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کی شناخت کو الگ الگ رکھا جائے۔ اس لیے اگر مولوی کی بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی تو مفکرِ پاکستان سے ہی پوچھ لیں کہ وہ قادیانیوں کے بارے میں کیا خیال رکھتے تھے اور ان کی شناخت کو مسلمانوں سے الگ کرنے کے کیوں درپے تھے؟

سید یونس الحسنی

بش کی جیت۔صلیبیوں کا رُخِ جفا

ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے آمدہ تازہ اعداد وشمار کے مطابق مسٹر جارج واکر بش مزید چار سال کے لیے عہدہ صدارت پر متمکن رہیں گے۔ان کی دوسری ٹرم کے لیے کامیابی دراصل امریکی عوام کی طرف سے اقوام عالم کو واضح پیغام ہے کہ اس مادر پدر آزاد سیکولر سوسائٹی میں رجعت پسندوں کی بالادستی پورے طمطراق کے ساتھ قائم وموجود ہے۔امریکی معاشرہ اپنی تمام تر جدت طرازیوں کے باوجود بحیثیت مجموعی قدامت پسند بنیاد پرستوں اور انتہا پسند خونخواروں کے حق میں ہے۔امن وآشتی کے قیام اور روشن خیالی کی ترویج کا نعرہ تو صرف دکھاوے کے طور پر خیالی پلاؤ پکانے کا ناٹک تھا۔لگتا ہے یہ پورا سماج ہی عادروں کا ہے ورنہ افغانستان وعراق میں زمین کے طبقے آسمان پر اڑانے کی سزا مسٹر بش کو ضرور ملتی اور وہ کبھی بھی کامیاب نہ ہو پاتے۔مگر حالات واقعات کی مدوجزری کیفیات سے اندازہ ہوتا ہے کہ امریکیوں نے کروسیڈ بننے کا فیصلہ کرلیا ہے اور وہ کسی بھی انسانی سیاسی اخلاقیات پر یقین رکھتے ہیں' نہ اس کے رسیا و پابند،امریکن سوسائٹی کے اس گھناؤنے پیش منظر کا عادلانہ تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ:

☆بش کی کامیابی سے افغانستان وعراق کے مسلمان کی آزمائش طویل العمر ہوں گی اور غاصبوں کی کارروائیوں میں شدت پیدا ہوگی۔

☆پیشگی حملے کے نظریے پر عملدرآمد سے نومنتخب صدر امریکہ عالمی امن تہ وبالا کر سکیں گے جیسا کہ غیر جانبدار مبصرین پہلے ہی بہ اصرار کہہ چکے ہیں۔

☆پاکستان سمیت کوئی مسلمان ملک اتحادیوں کی دستبرد سے محفوظ نہیں رہ سکے گا جبکہ ایران،شام اور سوڈان پہلے ہی سے نشانے پر ہیں۔

☆کروسیڈ کا نعرہ لگانے پر بش کی معذرت کے باوجود یہ غیر اعلانیہ طور پر جاری رہے گا جس سے مسلم دنیا کو ہوشیار رہنا چاہیے۔

ماضی قریب میں مس اپریل بغداد میں عراقی سفیر کے طور پر متعین تھیں۔انہوں نیو ورلڈ آرڈر پر عمل پیرا ہونے کے لیے امریکہ کو سنہری موقع مہیا کیا۔عراق کو کویت پر حملہ کرنے کے لیے انگیخت کی پھر اپنی حکومت کے ذریعے غارت گری کا وہ کھیل کھیلا جو دنیا بھر کے صاحبانِ فہیم وادراک اور حاملین شعور وآگہی نے پردہ سکرین پر دیکھا اور انگشت بدنداں رہ گئے۔بڑے بش نے عراقی سرزمین پر قبضے کے بعد اسے کئی زونوں میں تقسیم کردیا۔تیل کی برآمد روک دی،طیاروں کی آمدورفت پر پابندی لگادی۔دوسرے ممالک سے تجارت بند کردی۔حتیٰ کہ جان بچانے والی دوائیوں اور بچوں کے دودھ تک کی درآمد ختم کردی۔نتیجہ لاکھوں معصوم شیر خواروں کو عدم آباد کا مسافر ہونا پڑا۔کوئی فلاحی ادارہ،اقوام متحدہ،عرب لیگ اور اسلامی کانفرنس

تنظیم سانس ڈکار تک بھی نہ لے سکیں۔ درمیان میں ڈیموکریٹس کی حکومت آ گئی مگر حالات جوں کے توں رہے۔ پھر چھوٹے بش صاحب ادھورا کام مکمل کرنے آ براجے۔ اس صورت حال پر ایک مثال صادق آتی ہے کہ ایک آدمی مردوں کے کفن چرا لیا کرتے تھے۔ لوگ اسے حسب توفیق برا بھلا کہہ کر وقت گزار لیا کرتے تھے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اسے موت نے آ لیا۔ اس کے بیٹے نے باپ کا کام سنبھالا تو ایک دن اسے خیال آیا کہ کفن چرانے کے بعد قبر میں کوئی نشانی بھی چھوڑنی چاہیے تا کہ لوگ میرے باپ کی طرح مجھے بھی فراموش نہ کر دیں۔ چنانچہ اس نے اپنے تخیل بد کو عملی جامہ پہنانے کی ایک گھناؤنی ترکیب سوچی۔ اب وہ یوں کرتا کہ کفن اتارنے کے بعد میت میں لکڑی کی میخیں ٹھونک دیتا۔ لوگ اپنے پیاروں کی حالتِ زار دیکھتے تو اسے بہت برا کہتے اور اس کے باپ کی تعریف کرتے کہ اسے کم از کم اتنا خیال تو تھا کہ صرف کپڑے پر گزارا کرتے اور میت کی بے حرمتی کرنے سے گریز پا رہتا تھا۔ اس کا بیٹا تو انتہائی ناہنجار و ناخلف ہے جو ایسی بداخلاقیوں کا مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ کفن چور جب اپنے باپ کی تعریف سنتا تو بہت خوش ہوتا کہ چلو کبھی بھی سہی لوگ اسے اچھے نام سے تو یاد کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ اس رسم بد کی ابتدا تو اس نے کی تھی۔ آج کی دنیا بش سینئر اور اس کے بیٹے سے متعلق ایسی ہی اذیت ناک کیفیت میں مبتلا ہے۔

چھوٹے بش کی جیت سے یہ حقیقت آشکار ہو گئی ہے کہ امریکی عوام نے بین الاقوامی معدنی دہشت گرد ٹولے کو ایک بار پھر مینڈیٹ دیا ہے کہ جس طرح بن پڑے اپنے ورلڈ آرڈر پر عملدرآمد کراؤ اور جو اس راہ میں رکاٹ بنے اسے صفحۂ ہستی سے مٹاؤ اور یہ ورلڈ آرڈر فی الحقیقت جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون ہے جو حاضر موجود دنیا کو اکیسویں صدی میں قرون مظلمہ کا نقشہ دکھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا۔ اس قانون کا اوّلین ہدف مسلم اُمہ ہے، جسے صلیبی اپنے صیہونی ساتھیوں کی ہم نوائی میں برائیوں یا بدیوں کا مرکز و محور گردانتے ہیں۔ طاقت ور امریکہ کے ذریعے وہ اس ''برائی'' سے زمین کو پاک کرنا اشد ضروری سمجھتے ہیں۔ اس جنگ کو وہ آرمیگڈون یعنی برائی کے خلاف آخری فیصلہ کن جنگ کا نام بھی دیتے ہیں۔ بش جونیئر نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے بہانے یہ کام شروع کیا جائے گا، دوسرا شکار افغانستان اور تیسرا پھر عراق ہی بنا۔

حالیہ انتخابات میں بش ثانی کی جیت پر مسلم حکمران بغلیں بجا رہے ہیں۔ وہ امریکیوں کے حقیقت پسندانہ چناؤ پر تحسین و آفرین کے ڈونگرے برسا رہے ہیں۔ ان کے لیے بش کمپنی کی کامیابی کی خبر بڑی خوشخبری کا درجہ رکھتی ہے لیکن ان ممالک کے عوام پر یہ خبر بجلی بن کر گری ہے۔ فی الوقت وہ مایوسیوں کے بحر مردار میں غوطے کھا رہے ہیں کیونکہ وہ تو امریکی رائے عامہ کو انتہائی بیدار مغز سمجھ بیٹھے تھے۔ وہ بجا طور پر سمجھتے ہیں کہ بارِ دیگر بش کے آنے سے اُمتِ مسلمہ کے مصائب میں کمی نہیں اضافہ ہوگا۔ اسرائیل پہلے سے کہیں زیادہ سفاک ہو کر مظلوم فلسطینیوں پر ٹوٹ پڑے گا اور شنوائی بھی نہ ہو گی۔ وہ کچھ وقت کے لیے بھول گئے تھے کہ مسلمانوں کی نژادِ نو کو جدت پرستی، اعتدال پسندی اور روشن خیالی کا سبق پڑھانے والے امریکی دانشور اس قدر شاطر، قابو چی اور خوئے بد ثابت ہوئے حالانکہ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم نے ان کی سازشوں کا پردہ چودہ صدیاں پیشتر ہی چاک کر دیا تھا کہ ''یہود و نصاریٰ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے بلکہ یہ تو ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔''

خود ہمارے وطن عزیز میں بھی ایسی ہی کیفیات ہیں۔ جہاں تک حکمران طبقے کا تعلق ہے' بش کی کامیابی ان کے لیے کوئی نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ اس لیے یہ خود کو نہایت آسودہ اور مطمئن خیال کرتے ہیں۔ وجہ شاید یہ ہے کہ واشنگٹن اور اسلام آباد میں جس قدر قربت اس عہد نافرجام میں ہوئی ہے' اس سے پہلے کی تاریخ ایسی نظیر پیش کرنے سے یکسر قاصر ہے۔ مگر عوام الناس بے چارے حرماں نصیب ہیں جو اپنی روشن خیال جدت پسند حکومت کے ہم قدم ہو کر اُمہ کے مصائب و آلام پر خندہ زنی نہیں کر سکتے۔ ان کی اپنی رائے اور سوچ تھی جو عالم برزخ میں رہ گئی اور بش صاحب جنرل پرویز، شیخ رشید اور ہم نواؤں کی دعائے نیم شبی کے طفیل کامیابی سے ہم کنار ہو گئے۔ ہاں مگر کچھ بڑے بوڑھے سوچوں میں ڈبکیاں لیتے ہوئے ایک ہی بات بار بار دہراتے ہیں کہ بش کی جیت دراصل مسلم اُمہ کے خلاف صلیبیوں کا رخِ جفا ہے۔ ''خدا محفوظ رکھے اس بلا سے''

مسافرانِ آخرت

☆ **شیخ الحدیث مولانا محمد انور رحمتہ اللہ علیہ**: دار العلوم کبیر والہ کے مہتمم و شیخ الحدیث مولانا محمد انور ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ۔ ۳ نومبر ۲۰۰۴ء بروز بدھ میو ہسپتال لاہور میں بعارضہ جگر انتقال کر گئے۔ مرحوم' حضرت مولانا علی محمد رحمہ اللہ کے فرزند و جانشین تھے۔ اپنے والد ماجد کے صحیح جانشین تھے اور تمام عمر تعلیم و تدریس دین کی خدمات انجام دیں۔

☆ ہمارے دیرینہ کرم فرما جناب ڈاکٹر محمد سلیم سلیمی' انتقال: ۲۵ نومبر ۲۰۰۴ء بروز جمعرات۔ ملتان

☆ ''نقیبِ ختمِ نبوت'' کے رفیقِ فکر جناب محمد عمر فاروق (تلہ گنگ) کی دادی مرحومہ' انتقال: ۱۲ نومبر ۲۰۰۴ء۔ کراچی

☆ مجلس احرار اسلام لاہور کے کارکن جناب محمد ارسلان کی والدہ مرحومہ' انتقال: ۲۴ نومبر ۲۰۰۴ء

☆ مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے کارکن جناب محمد عنایت کا نو عمر بیٹا' انتقال: نومبر ۲۰۰۴ء ☆ حاجی محمد صادق مرحوم' برطانیہ

☆ مجلس احرار اسلام گڑھا موڑ چک ۹۶ (میلسی) کے کارکن حاجی محمد اقبال کے والد حاجی حسن دین مرحوم' انتقال: رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

دعائے صحت

☆ بنت امیر شریعت سیدہ اُم کفیل مدظلہا علیل ہیں۔ ☆ اہلیہ محترمہ' جناب عبدالرحمٰن جامی نقشبندی (جلال پور پیر والا)

☆ ہمارے دیرینہ کرم فرما محترم پروفیسر محمود الحسن قریشی (ملتان) کے گردے کا آپریشن ہوا ہے۔

☆ مجلس احرار اسلام برطانیہ کے رہنما جناب شیخ عبدالواحد کی والدہ ماجدہ ☆ والدہ ماجدہ شفیع الرحمٰن احرار (ناظم مجلس احرار اسلام کراچی)

☆ مجلس احرار اسلام شہلی غربی (حاصل پور) کے ناظم جناب حافظ محمد کفایت اللہ کچھ عرصہ سے شدید علیل ہیں۔

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی شفایابی کے لیے دعا فرمائیں۔

ذوالکفل بخاری
مکہ مکرمہ

سوال ''امریکی''......جواب ''مکّی''

ایک امریکی صحافی نے، جس کی Assignment یہ تھی کہ وہ تہذیبوں کے حالیہ تصادم، نائن الیون کے حادثے اور افغانستان وعراق میں نہ ختم ہوتی ہوئی امریکہ مخالف مزاحمت کے حوالے سے بعض بنیادی اور متعین سوالات منتخب مسلم دانش وروں سے پوچھے۔ الشیخ محمد مکی حجازی، مدرس حرم کعبہ سے ٹیلی فون پر پوچھا......''جناب، قرآن میں جابجا مسلمانوں کو کافروں سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ خصوصاً سورۃ توبہ اور سورۃ انفال میں۔ کیا آپ نہیں سمجھتے کہ ان سورتوں کو پڑھنے کے بعد مسلمان نوجوان جو ''جہاد'' کرتے ہیں، وہ آج کی دنیا میں تشدد اور دہشت گردی کہلاتا ہے۔ جب تک یہ سورتیں آپ اپنے بچوں کو پڑھاتے رہیں گے 'دنیا میں امن کیسے قائم ہوگا؟ اور کیا ان سورتوں کی یہ تفسیر نہیں پڑھائی جاسکتی کہ ان سورتوں میں خطاب پیغمبر اسلام (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں سے ہے ان میں جہاد کے احکام پیغمبر اسلام (ﷺ) اور اُن کے ساتھیوں کے لیے تھے، نہ کہ ہر زمانے کے لیے، خصوصاً آج کے زمانے کے لیے؟'' سوال ختم ہوا تو فضیلۃ الشیخ نے صحافی سے کہا ''اس سے پہلے کہ میں آپ کے سوال کا جواب دوں، دو چار چھوٹے چھوٹے سوالات مجھے بھی آپ سے پوچھنا ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ پیغمبر اسلام (ﷺ) کی ولادت اور نزول قرآن سے بہت پہلے بخت نصر نے ۷۰ ہزار یہودی ایک حملے میں قتل کیے۔ کئی لاکھ قید کیے پھر ہٹلر نے کئی لاکھ یہودی قتل کیے۔ اس سے پہلے چنگیز اور ہلاکو نے کئی لاکھ انسانوں کا قتل عام کیا۔ پہلی اور دوسری عالمی جنگوں میں کئی لاکھ انسان قتل ہوئے۔ خود آپ کے ملک امریکہ نے جاپان پر ایٹم بم پھینکا۔ یا جو کچھ آپ نے ویت نام میں اور روس نے افغانستان میں کیا؟ کیا یہ سب کچھ کرنے والوں نے سورۃ توبہ اور سورۃ انفال پڑھ کر کیا؟'' صحافی اس جوابی سوال پر لاجواب ہوگیا۔ اب اس نے الشیخ محمد مکی حجازی سے کہا کہ مجھے ایک اور سوال کا جواب بھی دیجیے گا۔ وہ یہ کہ مسلمان علماء پیغمبر اسلام (ﷺ) کی ایک حدیث سناتے ہیں کہ قیامت سے پہلے، ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا، جب مسلمانوں کو فیصلہ کن فتح اور یہودیوں کو شکست ہوگی۔ اس وقت یہودی جان بچانے کے لیے چھپتے پھریں گے اور انہیں کہیں امان نہیں ملے گی۔ حتیٰ کہ کوئی یہودی کسی پتھر کے پیچھے چھپے گا تو وہ پتھر بھی مسلمان کو پکار کر کہے گا ''ادھر آؤ، یہ دیکھو میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے، اسے قتل کرو۔'' سوال یہ ہے کہ کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو یہ کتنی عجیب بات ہے کہ آپ مسلمان لوگ، یہودیوں کو بطور انسان زندہ رہنے کا حق بھی نہیں دینا چاہتے۔ آج کی مہذب دنیا میں اس طرح کی حدیثیں سنا کر، آخر آپ باقی دنیا کو کیا میسیج Convey کرنا چاہتے ہیں؟ فضیلۃ الشیخ نے سوال بغور سنا اور صحافی سے کہا ''آپ نے ایک بار پھر ادھوری اور ناقص بات کہی۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ لیکن یہ جس زمانے کی بات بتائی جارہی ہے، پیغمبر اسلام (ﷺ) نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ''تب اہل ایمان کی قیادت سیدنا عیسیٰ علیہ اسلام کریں گے۔'' تو یہ گلہ اور شکوہ' آپ کا ہم سے یا پیغمبر اسلام سے نہیں، اپنے نبی......مسیح مقدس عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام...... سے بنتا ہے۔'' فضیلۃ الشیخ نے پوچھا......اور کوئی سوال؟ صحافی بعجلت ''شکریہ'' کہہ کر لائن کاٹ دیتا ہے۔ فضیلۃ الشیخ محمد مکی حجازی، حرم بیت اللہ میں روزانہ صبح کو عربی میں اور شام کو اردو میں درس قرآن دیتے ہیں۔ پچھلے تیس (۳۰) سال سے زائد عرصہ سے بلاناغہ، یہ سعادت اس پاکستانی نژاد سعودی عالم دین کو میسر ہے۔

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

امریکہ کے روشن خیال ہار گئے

امریکہ کے صدارتی انتخاب پر دنیا کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ بین الاقوامی میڈیا کی تمام تر رونقیں صدارتی انتخاب کے ساتھ وابستہ تھیں۔ اور بالآخر انتخاب ہو گئے۔ صدر بش چار سال کے عرصہ کے لیے دوبارہ امریکہ کے صدر بن گئے۔ دنیا کے تمام اہم ملکوں کے صدور نے صدر بش کو مبارک کے پیغام بھیجے جن میں ہمارے جنرل مشرف بھی شامل ہیں جو ہمیں دن رات روشن خیالی کا سبق دیتے ہیں اور قوم کو یہ باور کرانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے کہ ہمارے ملک کو معاذ اللہ قدامت پسندوں سے خطرہ ہے مذہبی انتہا پسندی ہی پاکستان کے اندر تمام تر خرابیوں کی وجہ ہیں۔ متعصب مسلمان اس دور کے لیے انتہائی ناموزوں ہیں۔ اس لیے انہیں اپنی روش چھوڑنی پڑے گی۔ انہوں نے ہمارے دینی مدارس کو کھنگال ڈالا۔ مسجدوں پر گہری نظر رکھی۔ تعلیمی نصاب تبدیل کئے۔ جہاد کے خلاف تقریریں کیں۔ جہاد کرنے والوں کو دہشت گرد قرار دیا۔ وانا اپریشن میں وہی طریقے استعمال کیے جو اسرائیل نے فلسطینیوں کو کچلنے کے لیے اختیار کر رکھے ہیں۔ لیکن شومیٔ قسمت امریکہ کے انتہا پسند، متعصب اور کٹر عیسائیوں کی بے پناہ مدد سے جب امریکہ میں ری پبلک پارٹی کے امیدوار کامیاب ہوئے تو ہمارے جنرل صاحب خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے کہ چار سال کے لیے دنیا کے اندر دہشت گردی کا بازار اور گرم رہے گا اور میں دہشت گردی کے خلاف اپنا وہی طرزِ عمل اختیار کر کے لوگوں کو بے وقوف بنانے کا فریضہ آسانی سے ادا کرتا رہوں گا۔ کہ دیکھو دنیا کے اندر دہشت گردی انتہاء کو پہنچ چکی ہے اور ہمارا اپنا ملک بھی دہشت گردی کی زد میں ہے اس لیے وردی والے صدر کی اشد ضرورت ہے تا کہ وہ ملک کے حالات کو قابو میں رکھ سکے۔ گویا ہمارے جنرل صاحب کے اقتدار کو تقویت کا باعث امریکہ کے کٹر اور متعصب عیسائی بنے ہیں۔ جنہوں نے صدر بش کی ظالمانہ سرگرمیوں اور حکمت عملیوں کی تائید کرتے ہوئی انہیں اپنی دہشت گردی کی رفتار کو مزید تیز کرنے کا مینڈیٹ دے دیا ہے۔ اس طرح ہمارے صدر صاحب امریکہ کے متعصب، کٹر بنیاد پرست اور انتہا پسند عیسائیوں کے تو ممنونِ احسان ہیں۔ لیکن پاکستان کے کٹر اور بنیاد پرست مسلمان انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ یہاں پر ہمیں روشن خیالی کا درس دیتے رہتے ہیں اور امریکہ کے روشن خیال لوگوں کی شکست پر خوش و خرم ہیں۔ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے جنرل صاحب نہ ہی تو روشن خیال ہیں اور بنیاد پرستی کا تو ان کے ہاں دور دور تک نشان نہیں۔ وہ فقط اقتدار کے خواہش مند ہیں۔ اور بش کی کامیابی سے انہیں اپنا سیاسی مستقبل چونکہ روشن نظر آتا ہے اس لیے خوش ہیں کہ امریکہ کے روشن خیال لوگ ہار گئے اور متعصب اور انتہا پسند جیت گئے۔

بش کی کامیابی اس بات کی ایک بیّن دلیل ہے کہ امریکہ میں انتہاء پسند، متعصب، اسلام دشمن یہودیوں کے دُم چھلے اور ظلم و ستم کے رسیا لوگوں کی اکثریت ہے اور وہ صدر بش کی ان تمام حکمت عملیوں کی تائید کرتے ہیں جو انہوں نے دنیا کے مسلمان ملکوں کے خلاف اختیار کر رکھی ہیں۔ بات ثابت ہو گئی ہے کوئی مانے یا نہ مانے، اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں کہ قرآن کا جو

فیصلہ ہے وہ صحیح تھا' صحیح ہے' صحیح رہے گا۔ کہ یہود ونصاریٰ' مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ مسلمانوں کی خوشی سے وہ پُر ملال ہو جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے غم پر وہ خوش ہوتے ہیں صدر بش نے اپنے چار سالہ دورِ اقتدار میں جو کچھ کیا۔ اس پر تبصرہ ہم کیا کریں سب کے سامنے ہے' چیچنیا سے لے کر فلسطین تک ایک آگ لگی ہے۔ جس کی تمام تر ذمہ داری صدر بش اور اس کے حمائتی اور حواریوں پر عائد ہوتی ہے۔ طالبان کی جائز حکومت کو جس طرح ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا اور اس میں ہماری حکومت کا جو کردار رہا ہے اس پر خون کے آنسو ہی بہائے جا سکتے ہیں کہ اس کردار کو کسی طرح پسند نہیں کیا جا سکتا، اتنا گھناؤنا' وحشی تاریک اور مکروہ کردار ہے جس پر ہمارے آنے والی نسلیں بھی ہم پر لعنت بھیجتی رہیں گی۔ اس کے بعد جو کچھ عراق میں بش نے اپنے حواریوں کے ساتھ مل کر کیا۔ اس کے بارے میں بین الاقوامی سطح پر سب سے بڑی تنظیم یو این او کا فتویٰ ہے کہ وہ سب غیر قانونی تھا۔ عراق پر جنگ تھوپنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ غلط مفروضوں بنیاد بنا کر دنیا بھر کے انسانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک جسارت کی گئی۔ اور اس وقت جو کچھ فلسطین' عراق' افغانستان کے اندر ہو رہا ہے اس کی ذمہ داری امریکہ کی موجودہ حکومت پر عائد ہوتی ہے جس کی تائید میں امریکہ کی اکثریت نے ووٹ دے کر دنیا کے تمام انسانوں کو یہ تاثر دے دیا ہے کہ امریکن قوم مجموعی طور پر واقعی ایک ظالم اور سفاک قوم ہے جس کا تہذیب وتمدن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جو انسان دشمن سرگرمیوں کی دنیا کے اندر ایک منظّم تحریک ہے۔ جس نے ہیروشیما' اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر لاکھوں انسانوں کو موت کے منہ میں دھکیل دیا۔ جس نے ویت نام میں لاکھوں انسانوں کو محض اپنی چوہدراہٹ کے نشے میں قتل کیا گیا جس نے طالبان کا قتل عام کیا۔ جو عراق کے اندر انسان کے خون سے ہولی کھیل رہی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق گزشتہ ایک سال کے عرصہ میں عراق کے اندر امریکہ کے ان خونخوار بھیڑیوں نے ایک لاکھ عراقیوں کا خون کیا ہے۔ مسلمانوں کے مقدس مقامات کا تقدس مجروح کیا ہے اور ہر وہ ظلم جو ظالم کے دستِ قدرت میں ہوتا ہے وہ عراقیوں پر روا رکھا ہوا ہے۔ اس انتخاب میں بش کی جیت سے ان ہونے والے مظالم میں مزید تیزی آئے گی۔ جو کچھ اس وقت فلوجہ کے سنی مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے اسے لفظوں میں بیان کرتے ہوئے دل کانپ کانپ جاتا ہے اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ جاتے ہیں۔ سوچتا ہوں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا کی قیادت کا دعویٰ کرتے ہیں جن کی شکل وصورت تو انسانوں والی ضرور ہے' لیکن جن کے اندر کوئی انسانی خوبی باقی نہیں رہی۔ ان کے منہ کو انسانی خون لگ چکا ہے۔ ان کی فطرت مفتوحُ الخبائث ہے۔ ان کی سرشت شیطان کی وہ سلطنت ہے جہاں انسان دوستی نام کی کوئی خوبی سرے سے موجود ہی نہیں۔ اس سلطنت میں شرافت' شائستگی' ہمدردی' عدل وانصاف' تحمل وبرباد ی درگزر اور صرف نظر نام کا کوئی وصف باقی نہیں رہا۔ یہ قوم نہیں بلکہ دنیا کے اندر ظلم وستم کی ایک منظّم تحریک ہے۔ یہ انسانیت کی وہ چلتی پھرتی لاش ہے جس میں ظلم وستم کے کیڑے پڑ چکے ہیں اور جس کی سنڈاس سے انسانی روح کو گھن آتی ہے۔

لیکن ہمارے ملک کے مشہور کالم نویس حسن نثار امریکہ کو ایک آئیڈیل معاشرہ قرار دیتے ہوئے ذرا شرمندہ نہیں ہوتے جب حامد میر نے جیو چینل پر امریکہ کے بارے میں ایک سوال کیا تو حسن نثار امریکہ کے حسن پر نثار ہوئے جا رہے تھے۔

جھجک نام کی کوئی چیز اس وقت ان کے لہجہ میں نہیں تھی وہ امریکہ کو سپر پاور قرار دے کر تلقین کر رہے تھے کہ ہمیں ان کی عظمت کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہوئے اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرنی چاہیے۔ گویا امریکہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے بغیر خود اعتمادی کی خوبی سرے سے پیدا نہیں ہوسکتی اس وقت حسن نثار مجھے ایک موسیقار نظر آئے جو بے غیرتی کی دُھن پر دیوّسی کے نغمے قوم کو سنا کر اپنی موسیقاری کی داد وصول کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ ایسے راگ الاپ رہے تھے جن کا تیور، سطوت، شوکت سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ تھا۔ اس پر انہوں نے مزید ارشاد فرمایا کہ اسلام کا ہر اصول اور اسلام کا ہر وصف امریکی معاشرے کے اندر موجود ہے گویا اسقاطِ حمل کا مسئلہ ہم جنسی کی انجمنیں، عیاشی اور فحاشی کے اڈے، سودی کاروبار کا دھندا، معاشرے کی استحصالی قوتوں کا تانا بانا پھر اگر بجلی بند ہوجائے تو ہزاروں عصمت زاویوں کا بے عصمت ہوجانا یہ سب کچھ ان کے نزدیک وہ اسلامی اوصاف ہیں۔ جن کے بغیر قوموں کے اندر خود اعتمادی پیدا نہیں ہوسکتی، کہہ رہے تھے ان کے خلاف مردہ باد کے نعرے لگانے یا امریکی پرچم جلانے سے کیا ہوتا ہے۔ حضرت! ایسا کرنے سے ظلم کے خلاف احتجاج ہوتا ہے۔ اظہارِ نفرت ہوتا ہے دنیا کے ہر گوشے اور تاریخ کے ہر دور میں ہوتا چلا آیا ہے اور ہوتا رہے گا۔ خیر چھوڑیئے حسن نثار جانے اور امریکہ جانے ہم دونوں سے بے زار ہیں۔ بارش ہو تو مینڈک آ ہی جاتے ہیں اور مینڈکوں کے ٹرانے سے قوموں کے سنورنے یا پھر بگڑنے کا کیا تعلق؟ ان کے بارے میں مختصراً یہی کہا جاسکتا ہے:

تم جسے چاہو چڑھا لو سر پر ورنہ یوں دوش پہ کاکُل ٹھہرے

یا پھر حسن نثار صاحب کے حُسنِ تکلم کے بارے میں یہ شعر ان کی خدمت عالیہ میں پیش کیا جاسکتا ہے:

آئینہ تیرے حُسن کی کیا خبر دے گا میری غزل میں میرے شیشۂ خیال میں دیکھ

بات تو امریکہ کے اندر بش کے انتخاب کی ہو رہی تھی۔ اس انتخاب میں بش کی کامیابی بنی نوع انسان کے لیے ایک ایسا سانحہ ہے جس پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔ اب شام، ایران اور سوڈان، امریکی جبر و استبداد کی زد پر ہونگے۔ امریکہ نہیں چاہتا کہ دنیا کے کسی مسلمان ملک کے اندر اتنی سکت باقی رہ جائے کہ کل کو یہود و نصاریٰ کے لیے خطرہ بن جائیں۔ خصوصیت کے ساتھ وہ اپنے بدمعاش اسرائیل کو ہر طرح سے تحفظ مہیا کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ عرب دنیا بالخصوص اور دوسری اقوام کے مسلمانوں پر اس کی بدمعاشی خوف مسلط رہے۔ اس کا علاج صرف اور صرف ایک ہی ہے کہ دنیا کے تمام مسلمان اپنے ٹوڈی خصلت حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں ایک بھرپور تحریک کے ذریعے انہیں سندِ اقتدار سے الگ کر دیں۔ یہی وہ حکمران ہیں جو امریکن امپیریلزم کے ٹوڈی بن چکے ہیں اور انہی حکمرانوں کیوجہ سے امریکہ جیسی ''ینکی'' قوم دنیا کے اندر مضبوط و مستحکم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ انہیں نہ اپنی عزت، غیرت کی پرواہ ہے نہ ہی مسلمانوں کی عزت کا انہیں کوئی احساس، انہیں صرف اور صرف اپنے اقتدار کا حلوہ کھانے سے غرض و غائت ہے۔ اس کے لیے وہ ہر حد پار کر جاتے ہیں، ہمیں ایسی ناخلف قیادت نے ہی ایسے مقام پر پہنچایا ہے کہ جس کے آگے ذلت و رسوائی کی تمام حدیں ختم ہوجاتی ہیں۔

پروفیسر انور جمال

حمد باری تعالیٰ

یہ معجزہ تو کبھی ربِّ لامکاں کر دے
میں جس زمین پہ ہوں اُس کو آسماں کر دے
بنامِ حرمتِ لوح و قلم' خدائے قدیم
میں جو حروف لکھوں' ان کو جاوداں کر دے
چراغ لے کے چلا ہوں ترے بھروسے پر
مزاجِ بادِ مخالف کو مہرباں کر دے
زمینِ خشک پہ اس رنگ کی بہار اُتار
مرے چمن کی خزاں کو جو گلفشاں کر دے
سفر کی دھوپ بشارت کا اَبر چاہتی ہے
کسی دعا کا مرے سر پہ سائباں کر دے
تری پناہ میں ہوں میں تو پھر اے ربِّ فلق
حسد کے تیروں کی بارش کو رائیگاں کر دے

☆......☆......☆

احسان دانش

نعت رسولِ مقبول ﷺ

کعبۂ جاں قبلۂ قلب و نظر پیدا ہوئے
خواجۂ کونین ، شاہِ بحر و بر پیدا ہوئے
ہر قدم اک مشرق نور و ضیاء کا سامنا
ہر نفس امکانِ معراجِ نظر پیدا ہوئے
جس زمیں کو پائے بوسی کا شرف حاصل ہوا
اُس زمیں میں لعل و یاقوت و گہر پیدا ہوئے
عارفِ ارض و سما میرِ بساطِ کائنات
خیر سے خیر الامم خیر البشر پیدا ہوئے
جس نے دیکھا پھر نہ دیکھا اور کچھ ان کے سوا
اک نظر میں سینکڑوں حُسنِ نظر پیدا ہوئے
اب نہ اتریں گے صحیفے اب نہ آئیں گے رسول
لے کے قرآں آخری پیغام بر پیدا ہوئے
حُسن کو جس رنگ میں دیکھا تڑپ کر رہ گئے
اور یہ حالت دانشؔ عمر بھر پیدا ہوئے

پروفیسر محمد اکرام تائب

دوستو!

یہ نہ پوچھو ہم سے آکر بات کیا ہے دوستو!
خود ہی سمجھو صورتِ حالات کیا ہے دوستو!

قتل و غارت ، رہزنی ، دھوکا ، بغاوت ، دشمنی
آج کے اس دور کی سوغات کیا ہے دوستو!

ہم سبھی انساں اگر اولادِ آدم ہیں تو پھر
امتیازِ رنگ ونسل و ذات کیا ہے دوستو!

یہ برہنہ جسم لاشے، محفل رقص و سرود
ہر گلی میں شورشِ نغمات کیا ہے دوستو!

کس طرح حاصل مجھے ہو باریابی کا شرف
میں ہوں اک مفلس مری اوقات، کیا ہے دوستو!

بیٹیوں ، بہنوں کے ہمرہ مل کے فلمیں دیکھنا
یہ تماشا ہر جگہ دن رات ، کیا ہے دوستو !

مر رہے ہیں جھونپڑوں میں بھوک سے تائبؔ غریب
شیش محلوں میں مگر خیرات ،کیا ہے دوستو!

مجید لاہوری مرحوم

خوچہ ہم غم کو کھائے گا

’’ریڈیو‘‘ پہ جائے گا خوچہ یہ گانا گائے گا
چل چل ’’چنبیلی‘‘ باغ میں کشمش کھلائے گا

محفل میں میرا یار خو آیا نہ آئے گا
آواز میرا یار کا محفل میں جائے گا

ہم جانتا تھا عشق میں یہ دن بھی آئے گا
غم ہم کو کھائے گا خوچہ ہم غم کو کھائے گا

فرقت میں اپنا آنکھ سے آنسو گرائے گا
دل میں چہ آگ لگتا ہے اس کو بجھائے گا

’’فٹ پاتھ‘‘ پر خو کس لیے ’’جھگی‘‘ بنائے گا
ہم اپنا دل کا ’’بنگلہ‘‘ میں تم کو بٹھائے گا

دلبر ہمارا ہم کو ' چہ ملنے کو آئے گا
پیسہ بھی اس کو دے گا ' چلم بھی پلائے گا

ہم کو مجیدؔ بولے گا خان اک غزل سناؤ
ہم اچھا والا اور غزل بھی سنائے گا

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تاسیسِ احرار اور اُس کا پس منظر

دینی عقائد، افکار اور تصورات سے محروم لوگ جب اپنی بقا کی جنگ لڑتے ہیں تو اُن کے سامنے نہ تو کوئی شخصی معیار ہوتا ہے اور نہ ہی فکری اساس و روایت بلکہ وہ اپنے معروضی حالات کے پیشِ نظر ذاتی جستجو اور انفرادی عقل کو اجتماعی شعور میں متشکل کرتے اور جدوجہد کا آغاز کرتے ہیں، ایسے افراد ہر قوم و ملک کی تاریخ کا حصہ ہیں لیکن دینِ اسلام کے نزول اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد یہ تصور ہمیشہ کے لیے باطل قرار دیا گیا۔ خصوصاً آپ ﷺ کی ۲۳ برس کی زبردست دینی انقلابی جدوجہد کے نتیجے میں ایک ایسے معاشرے کا قیام کہ جس کو اللہ نے متقون، مفلحون، راشدون اور فائزون کے محترم ناموں سے یاد کیا ہو اور جن پر رضی اللہ عنہم کی رداءِ رضا ڈال دی ہو...... یعنی اللہ کا پسندیدہ دین اپنی تمام مادی اور روحانی صفات سمیت انسانی سماج کی صورت میں عروج پر پہنچ چکا ہو، اس کے بعد کوئی سی انفرادی فکر اور کوئی دوسرا شخصی معیار قائم کرنے کی دھن یقیناً جہالت ہے۔

مسلمانوں کی چودہ سو سالہ سیاسی و اجتماعی تاریخ پر گہری نظر ڈالنے سے یہ بات مزید واضح اور روشن ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں پر جب بھی زوال آیا، اس کا سبب یہی انفرادی فکر اور ذاتی تشخص کا روگ ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلا حادثہ بنو عباس اور فاطمین کی آویزش ہے، جس نے صدیوں تک امتِ مسلمہ کو اجتماعیت سے محروم رکھا۔ ان کے عہد میں عجمی سازش فکری گمراہیوں اور عملی بدکاریوں کی صورت میں عروج پر تھی۔ اس کی بنیادی وجہ یہودیوں، رومیوں اور ایرانیوں کی وہ ذلت آمیز شکست تھی جس سے ان کی صدیوں پرانی حکومتوں کا خاتمہ ہو گیا تھا اور انہیں دینی حکومتوں کا باج گزار ہو کر رہنا پڑا تھا ......اس میدانی شکست کا انتقام انہوں نے اپنی فکری سازش اور ثقافتی لذتیت کی آمیزش سے کیا۔ وہ مسلمان جو عہدِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے بہت دور نکل گئے تھے، وہ لذتیت کی کلچرل دلدل میں اس بری طرح دھنس گئے تھے کہ اس سے ان کا نکلنا ممکن نہ رہا تھا اور وہ عجمی سازش کے مرگھٹ پر قتل کر دیئے گئے اور دینی تہذیب بھی انہی کے ساتھ منتشر ہو کر رہ گئی تھی ۔عبدالرحمٰن الدّاخل بنو امیہ کے فرزندِ جلیل نے جب اُندلس میں مسلمانوں کی ہیئتِ اجتماعیہ کا احیاء کیا تو اس کے اثرات دوبارہ بلادِ اسلامیہ میں پھیلے اور اصلاح کی تحریکوں نے جنم لیا لیکن ان مصلحین رحمہم اللہ کی تحریکوں کی بنیاد ان کے تشخص یا تفرد پر نہ تھی بلکہ وہ سنتِ رسول ﷺ کے احیاء کے محرک و مجدد بن کر میدانِ عمل میں بڑھے اور انہوں نے ایک مرتبہ پھر ایرانی، یونانی، رومی اور یہودی کلچر کو زبردست شکست دی...... ہندوستان کی سرزمین میں بھی اسی سے ملتا جلتا تجربہ ہوا۔ محمد بن قاسم ثقفی مرحوم و مغفور سے لے کر اورنگ زیب عالمگیر کے عہد تک مسلمان کسی نہ کسی اعتبار سے ہندوستان کی اجتماعی سیاست و حکومت

پر قابض ہے۔مسلمانوں کے اس قبضہ وتسلط کی وجہ سے جوقوم سب سے زیادہ خسارہ وذلت میں آئی' وہ ہندوستان کا برہمن تھا ۔ برہمنوں کے مملوک کھشتری، ویش اورشودر دھڑا دھڑ مسلمان ہوئے مگر برہمن آخر وقت تک دین کے اقتدار کوقبول کرنے سے گریزپا اور مفرور رہا اور بالکل ایرانیوں اور یہودیوں کی طرح دین کی فکری اساس قرآن وسنت میں تحریف وترمیم کی سازش میں مصروف ہوگیا۔اوراپنی میدانی شکست کے انتقام کے لیےفکری پگڈنڈیوں کی تاریک راہوں پر چلتا ہوا ہمایوں کے دور میں نمایاں ہوا۔سوء اتفاق کہ ہمایوں کواپنی انفرادی طاقت بحال رکھنے کے لیے ایران سے بھیک مانگنا پڑی' یوں ہندوستان کے برہمن اور ایران کے آتش پرست ہمایوں کی فکری آوارگی کومستند بنانے میں متحد ہوگئے اوراس کے نتیجہ میں مسلم ہندوستان کے مغل حکمران باہم دست وگریبان ہوئے اورانتشاروافتراق کا بغدادی تجربہ ہندوستان میں دہرایا گیا۔

یہود ونصاریٰ دوایسی خبیث قومیں ہیں' جن کی خباثتوں اوراجتماعی بدعنوانیوں کی وجہ سے اللہ نے انہیں اپنا دشمن قرار دیا ہے۔(سورۃ ممتحنہ: پارہ ۲۸۔سورۃ مائدہ: پ ۶ آیت ۵۱) جوقومیں اللہ کی دشمن ہوں' وہ اللہ کی مخلوق کی کیسے دوست ہوسکتی ہیں۔مشرق وسطیٰ میں وہ اپنے انتقام کو آخری شکل دینے میں مصروف تھیں اور ہندوستان پران کی زبردست نگاہ تھی کیونکہ ہندوستان فطری خزانوں سے معمور سرزمین تھی اور ان دونوں دشمنوں کو یہ کب گوارا تھا کہ ہندوستان اور عرب کا مسلمان اس نعمت سے تنہا فائدہ اٹھائے اوراقتصادی ومعاشی طور پر مستحکم تر ہوتا چلا جائے اورانہیں مسلمانوں کا زیردست ہونا پڑجائے ۔ چنانچہ سولہویں صدی میں فرنگی' شاہجہان کے دربار میں مہمان ہوا اور قربِ شاہ میں کرسی نشین ہوگیا۔تجارت ومعیشت کے راستے سے اس نے ہندوؤں اور ایرانیوں کو دوستی کے شیشے میں اتارلیا۔اب مسلمانوں کے تین دشمن تاریکیاں عام کرنے کے لیے متحد ہوگئے ......مگر اللہ کی تدبیر انسانی فکر پر ہمیشہ غالب رہی ہے۔حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ (۱۵۶۳ء۔۱۶۲۴ء) نے قرآن وسنت کے احیاء کی تحریک کا آغاز کردیا اوراس کے لیے مجدد صاحب نے سردھڑ کی بازی لگادی ۔بعض اعیانِ سلطنت اور امراء حکومت' جہاں گیر کی حکومت میں مجدد صاحب کی اطاعت پر کمربستہ ہوگئے ۔ ہندو برہمن، ایرانی روافض اور فرنگی تاجر کی ملی بھگت سے مجدد صاحب جہاں گیر کے عتاب کا شکار ہوگئے، پابہ جولاں دربار میں بھی پیش کئے گئے اور جیل بھجوا دیئے گئے۔

مجدد صاحب کے معتقدین اور متوسلین بھی عتابِ شاہی کی زد میں آئے اور تحریکِ مجدد کا شیرازہ ظلم وجور سے بکھیر دیا۔ایرانی دھرم کے شاہی کارندوں نے جہاں گیر کے گرد کچھ اس طرح اپنا ثقافتی جال بچھایا کہ نور جہاں جو فی الحقیقت ظلمت جہاں تھی' جہاں گیر کے جسم وروح پر حاوی ہوگئی اور نوراللہ شوستری دربار میں حاوی ہوگیا۔نوراللہ شوستری ایرانی دھرم کا سب سے بڑا سیاسی مہرہ تھا جو نور جہاں کی روح میں پیوست تھا۔نور جہاں اس کے لیے وہ سب کچھ کرگزرتی جو حسن بن صباح کی ایرانی دیویاں کرگزرتی تھیں۔حضرت مجدد صاحب نوراللہ مرقدہ کے علم میں یہ بات تھی' وہ اس کے لیے کسی موقع کی تلاش میں تھے۔ جہاں گیر کے دربار میں جہاں نوراللہ شوستری کی ظلمت کا غلبہ تھا' وہاں ابھی حضرت مجدد صاحب کے ایک دو متوسل

موجود تھے۔ ایک روز دربار میں یہ بحث چل نکلی کہ اہل سنت والجماعت کے اسلاف کے بارے میں روافض کے تصورات نہایت غلیظ ہیں۔ جہاں گیر نے بنفس نفیس مداخلت کر کے اس کو رد کیا لیکن اس مردِ حق نے نہایت حلم وحکمت سے کام لیتے ہوئے جہاں گیر سے کہا کہ نور اللہ سے پوچھئے کہ یہ ابوبکرؓ، عمرؓ کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے۔ اس نے کہا کہ قرآن پاک میں جبت اور طاغوت انہی کو کہا گیا ہے۔ دربار پر سناٹا چھا گیا مگر جہاں گیر ٹس سے مس نہ ہوا۔ ان صاحب نے کہا کہ اس سے پوچھو کہ حضرت سلیم چشتیؒ کے بارے میں اس کی کیا رائے ہے؟ شوستری سے پوچھا گیا تو اس نے بے دھڑک کہہ دیا کہ ''مرد آبلہ بود'' ایک بے وقوف آدمی تھا۔ جہاں گیر سنتے ہی سیخ پا ہو گیا اور بے ساختہ اس کے منہ سے نکل گیا ''زبانش برکندید'' اس کی زبان گدی سے کھینچ لو۔ چنانچہ ''مجددی کارکنوں'' نے اس موقع کو غنیمت شمار کیا اور اس کی زبان کھینچ لی۔ نور جہاں تڑپ کر باہر نکل آئی مگر قضا کا وار مکمل ہو چکا تھا۔ مجدد صاحب ریاست میں عملی انقلاب تو برپا نہ کر سکے لیکن فکری اصلاح اور روحانی انقلاب مکمل کر گئے۔

ہندوستانی مسلمان عقیدہ وعمل کے اس سانچے میں پھر سے ڈھلنے لگا جو سنتِ رسول ﷺ کی اتباع پر مبنی تھا۔ یہی وہ موروثی اساس تھی جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کو فطرت اور ماحول دونوں نے ودیعت کی تھی۔ حسن اتفاق ملاحظہ ہو کہ شاہ ولی اللہ کو بھی اس طرح چوطرفہ جنگ کرنا پڑی جس طرح حضرت مجدد صاحب نے لڑی تھی۔ یعنی ہندوازم، ایرانی دہرم اور فرنگیت یہ تینوں فکر وعمل کی وادی میں مسلسل للکار رہے تھے۔ اٹھارہویں صدی کے آغاز میں ہی پھر اللہ نے ہندوستانی مسلمان کا قبلہ درست رکھنے کے لیے شاہ صاحب کی صورت میں ایک ادارہ بخش دیا۔ شاہ صاحب نے اپنے ماورائی علم وفکر سے ایک قدم آگے بڑھایا اور احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان آنے کی دعوت دی تاکہ اُن دشمنوں کی سازشوں سے سر اٹھانے والے جاٹ، مرہٹے، سکھ میدانِ جنگ میں شکست کھائیں اور فکری میدان میں تو ہندومت اور رافضیت کو شاہ صاحب اڑنگے پر لا کر پٹخ چکے تھے۔ ان میں اتنی سکت نہ رہی تھی کہ امت کو فکری گمراہیوں کے مدفن پر لا کر اغواء کر لیں۔ شاہ صاحب نے جہاں موروثی عقائد واعمال کو سنتِ نبوی کے نور سے منور ومربوط کیا۔ وہاں اسلام کی معیشی اساس سے بھی اہل اسلام کو روشناس کرایا اور مسلمانوں کی ہیئتِ اجتماعیہ کے رخ سے دبیز تہیں ہٹائیں۔ قومی شعور بخشا اور اسلام کو ''ملاوٹوں'' سے پاک کیا۔ شاہ صاحب کا یہ کارنامہ آج تک اپنی امتیازی شان کے ساتھ امت کو دعوتِ فکر دے رہا ہے۔

فطرت کی حسنِ ترتیب ملاحظہ ہو کہ جیسے جیسے ملی تقاضوں کا زور بڑھتا گیا' ویسے ویسے اللہ پاک نے اپنے چنے ہوئے بندے پیدا فرما کے امت کی ہچکولے کھاتی کشتی کو کھیون ہارے عطاء کئے۔ شاہ ولی اللہ کی محنت کا ثمر اقتدار کی صورت میں تو نہ ملا لیکن امن ضرور قائم ہوا اور مسلمان نشاۃِ ثانیہ کے لیے سرگرم عمل ہوئے۔ شاہ صاحب کے اپنے خاندان اور حلقۂ درس میں تیار ہونے والے فکری ستون قائم ہوئے جنھوں نے تنہا امتوں کا کام کیا۔ شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ محمد اسحٰق، شاہ اسماعیل شہید، مفتی صدرالدین، مفتی الٰہی بخش، مولانا عبدالحئی، مولانا فضل حق خیر آبادی یہ تمام بزرگ شاہ ولی

اللہ کی وفات سے قبل ولادت پا چکے تھے۔ اکثر نے شاہ صاحب کا زمانہ پایا اور شاہ صاحب کی فکری تعلیم سے اثر پذیر ہوئے اور بعد میں شاہ عبدالعزیز نے ان کی فکر راست کو صیقل کر دیا۔ اور ان سب پر حضرت سید احمد بریلوی قدس سرہ کو امیر مقرر فرمایا اور پورے ہندوستان میں حضرت مجدّد صاحب اور شاہ ولی اللہ کی محنت کا ثمر سید احمد کے گرد مجتمع ہو گیا۔ سید صاحب نے صحابہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امتِ مسلمہ کو نشاۃِ ثانیہ کے لیے سردھڑ کی بازی لگانے کا فیصلہ کیا اور سب سے پہلے جس طبقہ خبیثہ کے قلع قمع کرنے کا فیصلہ فرمایا وہ سکھ تھے۔ اس فیصلہ کی وجود واضح تھی کہ مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں، رافضیوں اور انگریزوں کی ملی بھگت سے سکھ سامنے آیا اور مسلمانوں کی اجتماعی طاقت کو منتشر کر کے رکھ دیا۔ لہٰذا سب سے پہلے اسی دشمن سے نمٹنا از حد ضروری تھا۔ شاہ صاحب نے انہیں آڑے ہاتھوں لیا لیکن سرداری کے بھوکے پٹھانوں نے سکھوں سے مال کھا کر سید صاحب کی تحریکِ جہاد اسلامی کو بالاکوٹ میں پیوند خاک کر دیا۔ مئی ۱۸۳۱ء کے اس خونی حادثہ سے لے کر ۱۸۵۷ء تک کا عہد انگریز کی وفاداری کے حصول کا زمانہ ہے فرنگی نے نہایت مکاری سے رافضی نوابوں اور ہندو راجوں کو عہدوں جاگیروں اور باہمی اعانت سے رام کیا، پٹھانوں کو مال دے کر سکھوں سے توڑا۔ جب سکھ اور مسلمان دونوں طاقتیں بے جان ہو گئیں تو اس نے دونوں سے اقتدار اور اجتماعی طاقت چھین کر ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کے مسلم راج کا خاتمہ کر دیا۔

مسلمانوں کی ہیئت اجتماعیہ کو پارہ پارہ کرنے کے بعد فرنگی نے مذہبی طبقاتی کشمکش کی بنیاد رکھی۔ مسلمان جو فی الحقیقت مر چکا تھا مگر اپنی بقا کی جنگ میں کسی نہ کسی طرح مصروف تھا وہ مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی کے گرد جمع ہو گیا۔ پٹھانوں میں کچھ حرّیت پسند پیدا ہوئے وہ بھی اپنی ارادت کا کشکول لیے اسی حلقہ میں آئے۔ ان بہادر بزرگوں نے چند ایک جنگی معرکے سر کئے لیکن بالآخر طاقت کے سامنے سُپر انداز ہو گئے اور پھر سے مجدد صاحب اور شاہ ولی اللہ رحمہا اللہ کے نقش کو لائحہ عمل بنا کر مدارس کے نظام کو قائم کیا تاکہ علمی و فکری اجتماعیّت پیدا کی جائے۔ اس میں ان بزرگوں کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور ہندوستان کو پھر سے ایک شخصیت مل گئی، مولانا محمود حسن اموی رحمہ اللہ میدانِ عمل میں آئے اور انہوں نے مسلمانوں کے لیے الگ خطہ زمین اور مسلم حکومت کے قیام کے لیے فکرِ نو کی بنیاد رکھی۔ اس فکری جنگ میں دیوبند میں قائم ہونے والے مدرسہ نے وہ کارنامہ سرانجام دیا جو رہتی دنیا تک اپنی مثال آپ ہے ''ریشمی رومال کی تحریک'' کا خوفناک تجربہ کیا گیا مگر اپنے نما بیگانوں نے اسے سبوتاژ کیا اور تحریک مر گئی۔ مولانا محمود حسن ۱۹۲۱ء میں انتقال کر گئے۔

۱۸۵۷ء کے بعد ۶۵ برس کے عرصہ میں فرنگی، مذہبی طبقاتی کشمکش کو عروج پر لے جا چکا تھا۔ اُدھر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے جھوٹے دعوؤں کی بنیاد پر مہدویت سے لے کر نبوت و رسالت تک کی منزلیں طے کر چکا تھا۔ ہندوستان میں ایک مضبوط مالدار اور سرکارِ برطانیہ کا وفادار خطاب یافتہ طبقہ غلام احمد کو نبی مان چکا تھا۔ ہندوستان کے جاگیردار اور سرمایہ دار پہلی جنگ عظیم میں گورنمنٹ برطانیہ کو دو کروڑ روپے چندہ دے کر خود کو مزید مہربانیوں کا مستحق ثابت کر چکے تھے اور غلام احمد قادیانی ان سب کا سرخیل تھا۔ اس خاندان کی سرگرمیاں ۱۸۲۸ء سے لے کر اب تک فرنگی اور سکھوں سے وفاداری پر

مشتمل تھیں اوراب مسلمانوں کو بالکل انوکھے دشمن کا سامنا تھا یہ ایسا دشمن تھا جس نے عیسائیوں سے مناظرے کر کے بے خبر مسلمانوں حتیٰ کہ بعض علماء کو بھی اپنا گرویدہ بنالیا اور در پردہ سیاسی وفاداریوں اور مجاہدین کی مخبری سے فرنگی حکومت سے تحفظات بھی حاصل کرتا رہا اور تبلیغ اسلام کے نام پر ٹوڈی اور ٹاؤٹ مسلمان جاگیرداروں سے مال بھی بٹورتا رہا۔

مجلس احرار اسلام کا قیام:

شیخ الہند مولانا محمود حسن اُموی کی وفات کے قریب پنجاب میں تحریک خلافت کی تگ و تاز میں چند پنجابی ایسے ابھرے جنھوں نے فرنگی استعماری حربوں کا بغور جائزہ لیا اور سابقہ تحریکوں کو ناکام کرنے والے عناصر کی پہچان بھی حاصل کی۔ان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری، حبیب الرحمٰن لدھیانوی، سید محمد داؤد غزنوی، چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، مظہر علی اظہر، ماسٹر تاج الدین انصاری انتہائی اہم شخصیات ہیں۔ اللہ کی حکمت نے اس سب کو فکری وحدت میں پرو رکھا تھا۔ تحریکِ خلافت ۱۹۲۱ء میں انہیں عملی یگانگت میں بھی مجتمع کر دیا۔ یہ سب بزرگ ۱۹۲۱ء میں جیلوں کی زندگی میں ایک دوسرے کے بہت قریب ہوئے، افہام و تفہیم کے مواقع میسر آئے اور ہندوؤں رافضیوں، انگریز کے ٹوڈیوں اور مرزائی گماشتوں پر گفتگو اور بحث و تمحیص کے نتیجہ میں انہوں نے اپنی اجتماعی جدو جہد کو الگ سے شروع کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر شاہ ولی اللہ کی فراہم کی ہوئی بنیادوں کو ترجیح دیتے ہوئے آگے بڑھے اور دسمبر ۱۹۲۹ء میں پہلی غیر رسمی میٹنگ میں مسائل پر اجتماعی گفتگو کی اور طے پایا کہ ''مجلس احرار اسلام'' کے نام سے جدو جہدِ آزادی کی جنگ لڑی جائے۔

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری مدرسہ نصرۃ الحق امرتسر میں حضرت مفتی غلام مصطفیٰ قاسمیؒ اور حضرت مفتی محمد حسنؒ کے پاس پڑھتے تھے۔ جہاں انہوں نے موقوف علیہ تک کتابیں پڑھیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا داؤد غزنوی رحمہا اللہ سے مستفید ہوئے۔ مولانا ظفر علی خان کا ''ستارہ صبح'' زیر نگاہ آیا اور مولانا ابوالکلام آزاد کے ''الہلال'' سے فکری استواری حاصل کی، جلیانوالہ باغ کے خونی حادثہ اور ترکوں پر انگریزوں کے مظالم نے برانگیختہ کیا اور آپ مدرسہ و مسجد کے دائرہ سے نکل کر اجتماعی جدو جہد کی پر خار وادی میں اتر گئے۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے دارالعلوم دیو بند سے سندِ فراغ حاصل کی، شیخ الہند مولانا محمود حسن اُموی اور ان کی جمعیت الانصار کی باقیات صالحات سے متاثر ہوئے، استفادہ کیا اور اسی خارزار جدو جہد کو اپنے لیے منتخب کیا۔ شیخ حسام الدین نے بی اے کیا اور جلیانوالہ باغ میں ظلم، جور و جفا اور قتل و غارت گری نے فرنگی استعمار کے خلاف انتظامی جذبوں کو ابھارا۔ تحریکِ خلافت کے زعماء کرام نے ان جذبوں کی سمت درست کی اور شیخ صاحب بھی مضبوط قدم اٹھاتے ہوئے انہی لوگوں کی حکمت عملی میں شریک ہو گئے۔ چودھری افضل حق نے ایف اے کیا۔ پولیس میں بھرتی ہوئے مگر صدق و کذب اور حق و باطل کی ٹھن گئی۔ برطانوی ہند میں ٹوڈیوں اور پولیس کے مشترکہ مظالم آنکھوں سے دیکھے اور اہل حق کی مظلومیت دیکھی نہ گئی تو جس حق پرست گروپ کو کانگریسی ہندوؤں نے ''پنجابی ٹولی'' کہہ کر

بدنام کر رکھا تھا' یہ بھی انہیں سے آ ملے۔ یہ لوگ اپنے دائرہ میں اہل علم اور اپنے ہم عصروں میں صاحب تقویٰ بھی تھے ان کے پاس دولتِ دنیا تو یقیناً نہ تھی مگر دولتِ دین سے مالا مال اور ایثار و قربانی کے غیر فانی جذبوں سے سرشار تھے۔ یہی وہ طاقت تھی جس نے ان سچوں اور بہادروں کو ایک سلکِ مروارید میں پرو دیا اور یہ ہندوستانی نمرودوں کی دہکائی ہوئی آگ میں بے خطر کود پڑے۔ ان کی صداقتوں، وفاؤں اور صدق و صفا پر کسی کی سند کی ہرگز ضرورت ہی نہیں۔ جو لوگ خود انگریزوں کی چوکھٹ پر سجدہ ریز رہے اور ہندوؤں سے وفا کی بھیک مانگتے رہے اور مرزائیوں کی پشت پناہی پر کمر بستہ رہے وہ اگر ان حق پرستوں کو برا کہیں تو انہیں حق حاصل ہے کیونکہ احرار کے ان بزرگوں نے انگریز سے وفاداریوں کے قلعوں پر تابڑ توڑ حملے کر کے نہ صرف ان کی فصیلوں میں دراڑیں ڈالیں بلکہ انہیں کو چہ و بازار میں لا کھڑا کر کے مجبور کر دیا کہ وہ محلاتی سازشوں کا جال نہ بن سکیں۔ سر سکندر حیات، سر فضل حسین، سر شفیع، سر فضل علی، ٹوانے، دولتانے اور نون وغیرہ احرار کارکنوں کے سامنے بارہا مجبور ہوئے۔ احرار بزرگوں کی ساری کمائی پنجاب کی تیسری کلاس کے لوگ تھے جو جاگیرداروں، سیٹھوں اور ٹوڈیوں کی ستم رانیوں اور استبدادی رویوں کے پسے ہوئے تھے۔ یہ مسلمان نہ تو مسلم لیگ میں ''پچ'' سکتے تھے اور نہ کانگریس میں' کیونکہ کانگریس پر ہندو سرمایہ دار اور انگریز کے ایجنٹوں کا قبضہ و تصرف اور مسلم لیگ پر رافضی جاگیرداروں، انگریزوں کے خطاب یافتہ سروں، خان بہادروں اور مرزائیوں کا تسلط تھا۔ جو لوگ لیگ اور کانگریس کو مذہبی نسبتوں سے ماورا سمجھتے' لکھتے اور باور کراتے ہیں اس کو ان کی ذاتی رائے سمجھتا ہوں مگر حقیقت اس کے برعکس تھی۔ اس مختصر مضمون میں ان تفصیلات کی گنجائش نہیں اس لیے چند شخصیتوں اور چند واقعات کا صرف ذکر کرتا ہوں جن کی موجودگی میں احرار' لیگ یا کانگریس کے ساتھ نہ چل سکے۔ ضلع جھنگ کے سادات، ملتان کے سادات، سادات بارہ، راجہ صاحب محمود آباد، مظفر علی قزلباش، سر ظفر اللہ خان (قادیانی) ان لوگوں نے ہمیشہ اکابرِ احرار کو مقدمات میں جکڑا۔ جھوٹی گواہیاں دلوائیں۔ احرار کارکنوں کو ہراساں کیا، علاقہ بدر کیا اور انہیں متعصب مسلمان کہہ کر ان کی بھرپور مخالفت کی اور ان کے خلاف نفرتوں کی اونچی دیواریں تعمیر کیں۔ کانگریس کے مشرک وڈیروں نے احرار کو انتہا پسند مسلمان کہا اور ان کی بھرپور مخالفت کی۔ جمعیت العلماء ہند کی سیاسی کہہ مکرنیاں ان سے گریز ہی کرنے پر مجبور کرتی رہیں اور اپنی منتخب راہ کے حق ہونے کا یقین بڑھاتی رہیں۔

احرار وفادار! یہ اقتباس چودھری افضل حق کے ایک خطبہ سے ماخوذ ہے ملاحظہ ہو۔

''محترم جمعیت العلماء کو لو کہ وہ ابتدا میں کانگریس کی امدادی جماعت تھی۔ وہ کانگریس کے فیصلوں پر مذہبی جواز کا فتویٰ دے کر مسلمانوں میں اسے محترم بتاتی تھی مگر ۱۹۲۸ء میں دل برداشتہ ہو کر کانگریس سے الگ ہوئی لیکن آسمان سے گرا کھجور پر اٹکنے کا معاملہ ہوا۔ ایک سرمایہ داری کے نظام سے نکل کر دوسرے سرمایہ دار نظام کو مضبوط کرنے کا باعث ہوئی۔ ایسی قابل عزت جماعت نے نہایت نیک نیتی سے اسلامی حقوق کے تحفظ کے لیے سر آغا خان اور سر محمد شفیع سے مل کر مسلم کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ اسی طرح ان مقدسین نے سرمایہ داری کی گلی سڑی

لاشوں کو مسیحا نفسی سے زندہ کیا اور یہ مرادآبادی مردے زندہ ہو کر برسوں ملت کی بربادی کا باعث بنے رہے۔ مسلم کانفرنس نے نہ خود کچھ کام کیا نہ کرنے دیا پھر اس تلخ تجربے کے بعد جمعیت کو کانگریس کی طرف رجوع کرنا پڑا اور ۱۹۳۳ء کی سول نافرمانی میں پھر کانگریسی امدادی جماعت کے طور پر کام کرنا پڑا مگر جلدی کانگریسی ذہن سے غیر مطمئن ہو کر پھر لیگی سرمایہ داروں کی پشت پناہی کرنا پڑی اور مسٹر جناح کی قیادت قبول کر کے لیگ کے حق میں سخت ترین فتویٰ شائع کیا جس کے باعث کانگریس کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے والے مسلمانوں کو صاف شکست ہوئی اور لیگ ایک قوت بن گئی۔'' (خطبات احرار، ص ۹۳،۹۴)

اس ملگجے ماحول میں احرار نے اپنے لیے ایک بہت مشکل راستہ اختیار کیا جو نہ تو کانگریس پسند کرتی تھی نہ مسلم لیگ اور نہ جمعیت علماء ہند۔

چودھری افضل حق فرماتے ہیں:

''احرار دونوں جماعتوں کے انتہا پسندوں سے دل تنگ ہیں۔ کانگریس کی ادغام کُلّی اور لیگ کی اجتناب کُلّی کے درمیان مجلس احرار اسلام اعتدال کی سچی اور سیدھی راہ ہے۔ احرار وطنِ عزیز کی آزادی کے لیے ان تھک ہیں اور ساتھ ہی ایثار و قربانی کی بناء پر اقوامِ ہند بلکہ ساری دنیا کی سرداری کے متمنی ہیں۔ کانگریس جب آزادی کی جنگ چھیڑے ہم مقدمۃ الجیش ہیں جب صلح کرے ہم باندازۂ قربانی حقوق کے طالب ہیں اسی لیے جنگِ آزادی کی شمولیت پر لیگی مسلمان احرار کو کانگریس کی ایک شاخ سمجھتا ہے۔'' (خطبات احرار ص ۲۱)

مجلس احرار اسلام کے قیام کا بنیادی سبب ان دو جماعتوں کی یہی نفرت تھی کہ یہ دونوں نفرتوں کی انتہاؤں پر تھے اور اس کے پس منظر میں ہندوؤں، رافضیوں، ٹوڈیوں اور مرزائیوں کی وہ ملی بھگت تھی جو احرار حریت پسندوں کو کسی طرح قبول نہ کرتی تھی اور احرار اس کے لیے کسی موقع کی تلاش میں تھے جس کے لیے نہرو رپورٹ کو راوی میں غرق کرنے کے واقعہ کو بہترین موقع سمجھا گیا اور احرار کے قیام کے لیے اجلاس بلا لیا گیا۔ ان موضوعات پر گفتگوئیں بہت پہلے ہو چکی تھیں۔ خصوصاً ۱۹۲۳ء میں میانوالی جیل سے رہا ہونے کے بعد اکابرِ احرار امرتسر، دلّی اور لدھیانہ میں مل چکے تھے جس کا ذکر حضرت امیر شریعت اور ماسٹر تاج الدین انصاری نے کئی مرتبہ کیا۔ جمعیت علماء کی سیاسی روش آپ پہلے پڑھ چکے ہیں پھر سب سے اہم بات یہ کہ اکابرِ احرار میں سے دو کے علاوہ باقی بزرگ کانگریس کے ابتدائی رکن بھی نہیں رہے چہ جائیکہ کانگریس کے ترجمان رہے ہوں۔ ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۹ء تک اکابر احرار نے بھرپور جائزہ لیا اور اپنی راہ عمل متعین کی۔ جس سے وسیع اختلاف کی گنجائش موجود ہے مگر ان کی نیک نیتی، اخلاص اور ایثار و قربانی کے بعد ان پر کیچڑ اچھالنا کسی شریف آدمی کا کام نہیں ہے۔

مجلس احرار اسلام اور مسلم لیگ:

احرار اور لیگ کی آویزش اب یادِ ماضی کا درجہ رکھتی ہے لیکن ''یادِ ماضی عذاب ہے یارب'' اور حافظہ چھن جانے کی

دعا کوئی بدنصیب ہی کرے، میں کیوں کروں؟ میرا ماضی تو درخشندہ و تابناک ہے۔ اکابر احرار نے مسلم لیگ کے اکابر سے جو اختلاف کیا اس کا انہیں مکمل حق تھا اور لیگ والوں کو بھی ویسا ہی حق! مگر اس بات کی کسی کو اجازت نہیں کہ وہ اس اختلاف کو اسلام اور کفر کی جنگ سے تعبیر کرے یا بدزبانی اور شخصی توہین کا ارتکاب کرے۔ خصوصاً جب حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے دہلی دروازہ لاہور میں خطاب کرتے ہوئے ۱۹۴۹ء میں اپنی سیاسی رائے کی شکست کا اعتراف کر لیا تھا البتہ یہ بھی ساتھ ہی فرمایا

''میں اب بھی اپنی رائے کو صحیح سمجھتا ہوں یہ الگ بات کہ میری رائے ہار گئی۔''

پھر بھی جو بچھو نسل لوگ پاکستان بن جانے کے ۴۲ برس بعد بھی گڑے مردے اکھاڑنے میں مصروف ہیں اور بکواس کو تاریخ کا نام دے رہے ہیں۔ ان کے جواب اور نئے احرار ساتھیوں کی فکری توانائی کے لیے احرار اور لیگ کے اختلاف کی اصل تصویر پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اکابر احرار فکری اعتبار سے ایک ایسی اساس کے قائل ہیں کہ انہیں جو بات اس کے خلاف یا اس سے متصادم نظر آتی تھی وہ اس سے بھڑ جاتے تھے اور اس کو بہر نوع غلط قرار دیتے تھے۔

احرار اپنے بارے میں کیا کہتے ہیں:

''وہ باتیں جن میں دنیاوی حبِ جاہ کا فقدان ہے ان دماغوں کو اپیل نہیں کر سکتیں جو بدقسمتی سے قرآن کی حقیقتوں کے قریب نہیں۔ قرآن مجید و حدیثِ رسول ﷺ کی حقیقتیں اور اصطلاحات و مفاہیم جب تک دل کی گہرائیوں سے نہ اتر جائیں اور ان پر کامل دسترس نہ ہو اس وقت تک دینی انقلاب کے مطالب سمجھ میں نہیں آسکتے، دینی اقتدار اور حکومت الٰہیہ کی دعوتِ احرار، دراصل ابراھیمیوں کو ان کی اپنی مرکزیت کی طرف بلانا ہے جس کی خوبصورتی صدیوں کی ہولناک گردشوں کے باوجود شگفتہ و رعنا ہے۔'' (مفاہیم)

احرار، لیگ کے بارے میں کہتے ہیں:

''لیگ کے اربابِ اقتدار جو عیش کی آغوش میں پلے ہیں اسلام جیسے بے خوف دین اور مسلمانوں جیسے مجاہد گروہ کے سردار نہیں ہوسکتے۔ لیگ میں بجز سرمایہ کی کشش کے رکھا ہی کیا ہے۔ قربانی و ایثار سے لیگ کا جیب و داماں بالکل تہی ہے۔ لیگ انگریزی استعمار کے اسیر شکاریوں کی ٹیم ہے۔ اس سے غریب مسلمانوں کی گلو خلاصی ضروری ہے۔ لیگ کے اکابر کے قول و عمل میں اختلاف نہیں تضاد ہے۔ ہمیں ان کے قول سے نہیں، عمل کے سے اختلاف ہے۔'' (مفاہیم)

موجودہ صورتحال:

لیگ کے اکابر کی زندگی یورپین سولائزیشن میں ڈھلی ہوئی تھی جس کا عملاً اسلام سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں تھا اور اب بھی مسلم لیگ اور پی پی پی کی یہی صورت حال ہے۔ ہماری ان کی اچھی باتوں پر جنگ نہیں مثلاً: انسانی فلاح و بہبود،

اقلیتوں کو ان کی آبادی کے تناسب سے حقوق دینا' پاکستان کے استحکام وترقی کے لیے کوشش کرنا وغیرہ۔لیکن ہمیں تو لیگیوں اور پیپلیوں کے اعمال اور سیاسی رویوں سے اختلاف ہے۔ بات چل نکلی ہے تو دار ورسن تک پہنچے، ماضی کے تجربوں کو علماء پھر دہرا رہے ہیں۔لیگ بھی اپنی پرانی جگہ پر ہے اور پی پی' کانگریس کا کلچرل رول ادا کر رہی ہے اور ہم احرار پھر تیسری اعتدال کی راہ پر گامزن ہیں۔ جاگیردار، سرمایہ دار اور رافضی' مرزائی پھر سے لیگ اور پی پی کو مالی سپورٹ دے رہے ہیں۔تاریخ دہرائی جارہی ہے۔احرار کو بھی اپنا رول ادا کرنا ہے۔ پہلے بھی ہمارے مخالفین کی رائے غلط تھی' اب بھی غلط ہے...... فیصلہ اللہ کے ہاں ہوگا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ برصغیر میں دینی انقلاب کے قیام اور حکومتِ الٰہیہ کے نفاذ کے داعی تھے۔انہوں نے اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم پر ایسے بہادر، جری، سچے کارکنوں اور رہنماؤں کو جمع کرلیا تھا جو صرف اللہ سے ڈرتے تھے۔شاہ جی اور اُن کے عظیم رفقاء کا ایک ہی عزم تھا کہ اس خطہ سے انگریزی اقتدار کا ٹاٹ ہمیشہ کے لیے لپیٹ دیا جائے۔آج ایک دنیا ان کے سچے اور کھرے کردار پر شاہد عدل ہے کہ انہوں نے اپنا قول اپنے عمل سے سچا کر دکھایا۔سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کی جماعت مجلس احرار اسلام کا ہر فرد شخصیت سازی، تقدس مآبی اور مفاد پرستی سے یکسر بے نیاز تھا۔انہوں نے جو کچھ کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے کیا۔ان کی تمام توانائیاں اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لیے وقف تھیں۔شاہ جیؒ اور اُن کے مخلص رفقاء نے کبھی مفاہمت کے مورچہ میں بیٹھ کر اسلام کا نام نہیں لیا۔وہ تمام عمر کفر وشرک کے خلاف مزاحمت کے مورچہ میں بیٹھ کر جدوجہد کرتے رہے۔انہوں نے ہمیشہ اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہا۔ضمیر فروشوں، خوشامدیوں، آنریری مخبروں اور انگریز کے ٹاؤٹوں کو برسرِ میدان للکارا۔اُن کی للکار سے بزدلوں کے چہرے زرد ہوجاتے اور عشاق کا یہ قافلہ جس سمت بھی رواں ہوتا' غدار راستہ چھوڑ دیتے۔شاہ ولی اللہ سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری تک اس قافلے کے ہر فرد نے اپنے مفادات قربان کر کے مستقبل کے تحفظات سے بے پرواہو کر اور گلشنِ دین کے تحفظ کے لیے مورچہ بند ہو کر عظیم جدوجہد کی ہے' وہ سب کے سب دین کے بے لوث سپاہی تھے۔مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر دین، ملک اور قوم کی بے پناہ خدمت کی ہے۔احرار میں کوئی بھی دولت سے پیار کرنے والا نہیں تھا۔ جو دولت والا اس قافلۂ حریت میں شامل ہوا' اس نے اپنی دولت اور مفادات دین پر قربان کرنے میں ایک لمحہ بھی تاخیر نہیں کی۔ ضیغم احرار شیخ حسام الدین مرحوم نے لاکھوں روپے کا کلیم چھوڑ کر اپنے کٹیا نما مکان میں رہنا پسند کیا۔مفکر احرار چودھری افضل حق نے زمینداری اور تھانیداری کو خیر باد کہہ کے جیل اور دکھوں بھری زندگی بسر کرنے میں راحت محسوس کی۔افضل حق کے گھر عید کے روز بھی کھانے کے لیے کچھ نہ ہوتا تھا۔افضل حق اور تاج الدین انصاری کا مسکن دفتر احرار لاہور تھا دونوں نے یہیں موت کو لبیک کہا۔احرار کارکنوں کے دوش پر جنازے اٹھے اور میانی صاحب میں آسودۂ خاک ہوئے۔مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی فقر واستغناء کو زیب تن کئے رخصت ہوئے اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے کرایہ کے کچے مکان سے رختِ سفر باندھا اور عقبیٰ کو چلے گئے۔مولانا محمد گل شیر شہید نے کالا باغ اور دوسرے

جاگیرداروں کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور مسلمانوں کے دلوں سے انسانوں کی غلامی کا مکروہ نظریہ نکال باہر پھینکا۔ اس جرم کی پاداش میں وہ جاگیرداروں کے ظلم کا شکار ہو کر شہید کر دیئے گئے۔ احسن عثمانی جیل میں تشدد کا شکار ہوئے اور داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ ہزاروں احرار رضا کاروں کا خون حصول آزادی کی جدوجہد کی نذر ہوا۔

مفاد پرست سیاسی گداگر اور مفاہمت کر کے دولت سمیٹنے والے' شاہ ولی اللہ، سید احمد شہید، محمد قاسم نانوتوی، شیخ الہند محمود حسن، عبیداللہ سندھی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا نام لینا چھوڑ دیں وہ ہرگز ان کے وارث نہیں۔ ہم ہی اپنے ان مایۂ ناز اسلاف کے حقیقی وارث ہیں اور ہم ہی جو مفاد پرست مذہبی اجارہ داروں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتے ہیں۔ یہی ہمارے وارث اور حق ہونے کی سچی دلیل ہے۔ شاہ ولی اللہ سے عطاء اللہ شاہ بخاری تک اس قافلہ حق وصداقت کی تحریک کا ایک ہی اصول تھا کہ نفاذِ اسلام کے دو ہی راستے ہیں:

(۱) تبلیغ۔ (۲) جہاد۔ جب سے علماء نے ان راستوں کو چھوڑ کر مغربی جمہوری راستے کو اختیار کیا ہے وہ اپنا وقار بھی کھو چکے ہیں اور انتشار سے بھی دوچار ہوئے ہیں۔ آیئے بھولا ہوا سبق پھر سے یاد کریں اپنے حق پرست اسلاف کے سچے جذبے کے امین بنیں اور متحد ہو کر صرف اور صرف نفاذِ دین کی جُہد مسلسل کا آغاز کریں اور بہارِ رفتہ کو پھر سے حیاتِ نو عطا کریں۔ یہی مجلس احرار اسلام کا نصب العین ہے۔ امیر شریعت کا پیغام ہے اور اسلاف کا کردار ہے۔

ماھانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 30 دسمبر 2004ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم جامعہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

محمد عمر فاروق

اقبال دشمنی......ایک تشنہ پہلو

روزنامہ ''نوائے وقت'' راولپنڈی کے ۹؍نومبر۲۰۰۴ء کے ادبی ایڈیشن میں جناب ڈاکٹر محمد ایوب صابر کا جناب راشد حمید کو دیا گیا ایک تفصیلی اور معلوماتی انٹرویو عنوانِ بالا کے تحت اشاعت پذیر ہوا۔ محترم ڈاکٹر محمد ایوب صابر نے اس انٹرویو میں اقبال دشمن اور اقبال دوست مصنفین اور کتب کا تذکرہ کرتے ہوئے متعدد صاحبانِ قلم اور اُن کی کتابوں کے نام گنوائے ہیں لیکن حیرت ہوئی کہ ان کی اس فہرست میں بعض اہم نام شامل ہونے سے کیونکر رہ گئے؟ مثلاً اقبال دشمن مصنفین کی فہرست میں علامہ اقبال کے قادیانی بھتیجے شیخ اعجاز احمد اور اُن کی کتاب ''مظلوم اقبال'' کا نام شامل نہیں ہے۔ شیخ اعجاز احمد نے جو مرتے دم تک قادیانی رہے' اپنی کتاب میں علامہ اقبال کی قادیانیت کی مخالفت کرنے کی وجہ مجلس احرار اسلام سے اثر پذیری بتائی ہے۔ شیخ اعجاز احمد کے قادیانی عقائد کے باعث ہی علامہ اقبال نے انہیں اپنے بچوں کی گارڈین شپ سے ہٹا دیا تھا اور اُن کی جگہ سر راس مسعود کو مقرر فرمایا تھا۔ اس کی تفصیل سر راس مسعود کے نام علامہ اقبال کے خط میں ملتی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اقبال کے اس خط کو قطع برید کر کے ''اقبال نامہ'' میں چھاپا گیا۔ اس محرف خط سے شیخ اعجاز احمد کی تعریف ظاہر ہوتی ہے۔ جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اصل خط محفوظ ہے جو دانستہ مخفی رکھے گئے حقائق کا بھانڈا پھوڑ دیتا ہے۔

دوسری کتاب عبدالمجید سالک کی ''ذکرِ اقبال'' ہے جس کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔ عبدالمجید سالک نے ''ذکرِ اقبال'' میں اقبال کے برادرِ بزرگ شیخ عطا محمد پر قادیانی ہونے کا بہتان لگایا ہے۔ اس طرح سالک نے اقبال کے استاد علامہ سید میر حسن اور آنجہانی مرزا قادیانی کے مابین ملاقاتوں کا تذکرہ کر کے بین السطور سید میر حسن کو قادیانیوں کا ہم نوا ظاہر کرنے کی سعیٔ لاحاصل کی ہے۔ اس سے پیشتر عبدالمجید سالک نے غلام احمد قادیانی کو مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ گانٹھنا چاہا تھا ،جس کی تردید خود مولانا ابوالکلام آزاد کی طرف سے آئی تو پھر سالک کو اپنا بیان واپس لیتے ہی بنی۔ یاد رہے کہ عبدالمجید سالک کے والدین قادیانی تھے اور آخر دم تک قادیانیت پر قائم رہے۔ سالک نے اقبال اور قادیانیت کے ضمن میں ہی قلم کا رندہ نہیں چلایا بلکہ اقبال کی دوسری شادی کا معاملہ، نام نہاد رنگ رلیاں، وائسرائے ہند کی شان میں اقبال کا مسدس لکھنا وغیرہ بیان کر کے اقبال کی عظمت کو بھی جھٹلایا اور اقبال دشمنوں کی خوشی کے لیے سامان بہم پہنچایا ہے۔

علامہ اقبال کے دفاع میں لکھی جانے والی کتب میں ایک اہم کتاب آغا شورش کاشمیری کی ''اقبالی مجرم'' کا ذکر بھی عنقا ہے ۔''اقبالی مجرم'' میں شورش کاشمیری نے ''ذکرِ اقبال'' (عبدالمجید سالک) ''شعرِ اقبال'' (سید عابد علی

عابد) اور ''فکرِ اقبال (خلیفہ عبدالحکیم) کا ناقدانہ جائزہ لیا ہے اور اقبال کی شخصیت اور فکر وفن پر اڑائے گئے گرد وغبار کو صاف کیا ہے۔

شورش کاشمیری ہی کی دوسری کتاب ''فیضانِ اقبال'' بھی مذکورہ فہرست میں شامل نہیں ہے۔ حالانکہ یہ کتاب اقبال کی ہمہ جہت شخصیت اور اُن کی فکر ونظر کو سمجھنے میں دیگر تمام کتب میں انفرادی حیثیت کی حامل ہے اور اقبال کی شخصیت کو ایکسپلائٹ کرنے والوں کے عزائم کو ملیا میٹ کرتی ہے۔

فہرست مذکورہ میں حال ہی میں شائع ہونے والی شورش کاشمیری کی کتاب ''اقبالیاتِ شورش'' سے بھی تجاہل عارفانہ برتا گیا ہے۔ اس کتاب میں مولانا مشتاق احمد نے بڑی عرق ریزی سے ہفت روزہ ''چٹان'' میں سے شورش کاشمیری کے اقبال سے متعلق مضامین، تقاریر اور منظومات کو یکجا کر دیا ہے۔

''اقبال اور قادیانیت'' نعیم آسی کی معرکہ آرا کتاب ہے اور غالباً اس موضوع پر پہلی کتاب بھی ہے۔ بعدازاں پروفیسر خالد شبیر احمد نے بھی اسی عنوان سے ایک وقیع کتاب لکھی۔ اسی طرح عبدالمجید خان ساجدؔ کی کتاب ''ختم نبوت اور عقیدۂ اقبال'' جو شیخ عبدالماجد قادیانی کی کتاب ''اقبال اور احمدیت'' کا مدلل جواب ہے۔ ''اقبال اور احمدیت'' جسٹس (ر) جاوید اقبال کی کتاب ''زندہ رود اقبال'' کے جواب میں لکھی گئی۔ اس کتاب میں اقبال کی ذات اور شخصیت کو جس بری طرح رگیدا گیا اور جس طرح ان کی قومی زندگی کی مسخ شدہ تصویر کشی کی گئی' اس کا تقاضا تھا کہ کتاب کو ضبط کر کے اس کے دریدہ دہن مصنف کو عبرت ناک سزا دی جاتی لیکن ہر طرف سے مکمل سکوت اختیار کر کے مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا گیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ فرزندِ اقبال جناب جاوید اقبال از خود ان ہفوات کا جواب لکھتے یا پھر اقبال کے نام پر قائم اور لاکھوں روپے سالانہ وصول کرنے والے سرکاری ادارے اس کا نوٹس لیتے لیکن صد افسوس کہ اقبال کے ان سرکاری مجاوروں کے کانوں پر جُوں تک نہیں رینگی اور میدان خالی پا کر قادیانی گماشتے خوشی سے بغلیں بجاتے پھرے۔ تا آنکہ ایک بے وسائل درویش، مگر حبِ وطن اور عشقِ رسالت سے سرشار رجلِ عظیم عبدالمجید خان ساجدؔ نے ''ختم نبوت اور عقیدۂ اقبال'' لکھ کر قادیانیوں کے منہ میں لگام ڈال دی۔

جناب ڈاکٹر محمد ایوب صابر کی یہ بات بھی محل نظر ہے کہ قادیانیوں نے ۱۹۳۵ء میں علامہ اقبال کے خلاف محاذ کھولا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں نے تو اقبال کے خلاف جون ۱۹۳۳ء میں ہی محاذ کھول دیا تھا۔ جب اقبال نے کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دیتے ہوئے قادیانیوں کے متعلق فرمایا تھا:

> ''بدقسمتی سے کشمیر کمیٹی میں بعض ایسے ممبر بھی موجود ہیں جو اپنے مذہبی پیشوا کے علاوہ کسی اور کی اطاعت تسلیم نہیں کرتے۔'' (روزنامہ ''انقلاب'' لاہور۔ ۲۳ رجون ۱۹۳۳ء)

تو اقبال کے اس بیان کے بعد قادیانیوں نے علامہ اقبال کی مخالفت پوری شدومد کے ساتھ شروع کر دی تھی۔ جو ۱۹۳۵ء میں انتہا تک پہنچا دی گئی۔ یہاں تک کہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے علامہ اقبال کے متعلق انتہائی نازیبا القابات استعمال کرتے ہوئے ذہنی پستی کی گہرائیوں کو چھو لیا۔ زبان ملاحظہ کیجیے:

''قادیانیوں سے بغض رکھنے والا روحانی بیمار، کمزور ایمان ...... بیسویں صدی کا فلسفی ان تحریکات سے آگاہ نہیں، جن سے اس وقت کے معمولی نوشت و خواند والے لوگ آگاہ ہیں۔'' (روزنامہ ''الفضل'' قادیان۔ ۱۸؍جولائی ۱۹۳۵ء)

ان گزارشات کا ماحصل یہ ہے کہ ایک طرف تو اقبال پر غرّانے کے لیے ہمہ وقت تیار منکرین ختم نبوت تیار ہیں اور ان کے مرفوع القلم لکھاری جو جی میں آتا ہے، قلم کی ابکائیوں کی صورت میں اُگل رہے ہیں اور دوسری طرف جب کوئی درویشِ خدامست اُن کا قافیہ تنگ کر کے اقبال کی شخصیت کا اُجلا پن سامنے لاتا ہے تو اس کی خدمات کا اعتراف تو کجا اس کے سرسری ذکر سے بھی گریز کرنا ہر لحاظ سے نامناسب اور ناروا ٹھہرتا ہے۔ جس کی توقع اہل علم سے ہرگز نہیں کی جاسکتی۔

جانباز مرزاؒ...... حیات و ادبی خدمات

تحریکِ آزادی کے نام ور کارکن اور ممتاز شاعر و ادیب جانباز مرزا مرحوم پر محمد عمر فاروق، ایم فل (اردو) کا مقالہ بعنوانِ بالا کے تحت لکھ رہے ہیں۔ (جس کی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے باضابطہ طور پر منظوری و اجازت دے دی ہے۔) جو احباب جانباز مرزا کے حالاتِ زندگی اور اُن کی تخلیقات سے متعلق معلومات رکھتے ہوں۔ نیز ان کے پاس جانباز مرحوم کی نظمیں، خطوط، مضامین اور ماہنامہ ''تبصرہ'' کے شمارے موجود ہوں، از راہ کرم اُن کی کاپی عطا فرمائیں یا آگاہ فرمائیں۔ خود حاضر ہو کر بصد شکریہ استفادہ کیا جائے گا۔

جانباز مرزا کی درج ذیل تصنیفات تاحال دستیاب نہیں ہو سکیں۔ ان کے متعلق معلومات مطلوب ہیں:

۱ ''حبسیاتِ جانباز'' (کلام)

۲ ''درسِ حریت'' (کلام)

۳ ''تارِ گریباں'' (کلام)

۴ ''اور دیکھتا چلا گیا''

رابطہ: محمد عمر فاروق 71/10 فیصل چوک تلہ گنگ، ضلع چکوال

مکتوبِ جامی

محترم ومکرم جناب سید محمد کفیل بخاری (مدیر ''نقیب ختم نبوت'')

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میری محترمہ والدہ صاحبہ بہت ہی شفیق، مونس وغم خوار ۲۴؍شعبان ۱۴۲۵ھ۔ ۱۰؍اکتوبر ۲۰۰۴ء بروز اتوار رختِ سفر باندھ کر عقبیٰ کو چلی گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں عمر بھر کسی موقع پر اتنا غمگین نہیں ہوا۔ موت تو سب کو آنی ہے مگر مجھے اتنی جلدی چلے جانے کا کبھی خیال تک نہیں آیا تھا۔ ان کی جدائی سے دل ودماغ ماؤف ہے۔ اللہ کریم ان کی بخشش اور مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائیں۔

نمازِ جنازہ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری امیر مجلس احرار اسلام نے ساڑھے آٹھ بجے بروز سوموار پڑھائی۔ محترم پیر جی نے نمازِ جنازہ سے قبل بیان فرماتے ہوئے کہا کہ:

> ''میں اپنی بہن کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ ان کی شفقتیں اور محبتیں میں نہیں بھول سکتا۔ جب بھی حاضری ہوئی' انہوں نے بہن سے زیادہ ماں کی محبت دی۔ ان کی جدائی سے دل بہت غمزدہ ہے۔ عزیزم عبدالرحمٰن جامی، عبدالرحیم فاروقی صاحب کی والدہ صاحبہ کی وفات سے ان کے سروں سے چھت چلی گئی ہے اور یہ ان کی دعاؤں سے محروم ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبرِ جمیل سے نوازیں۔ ہم آج انہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر رہے ہیں۔ اس نے اپنی امانت واپس لے لی ہے۔ اب اس کے سپرد ہے جو مالک کائنات ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات عالیہ بلند فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ قبر کو باغ بہشت بنائے۔ آمین۔ ثم آمین۔''

قارئین ''نقیبِ ختم نبوت'' اور مجلس احرار اسلام کے تمام کارکنوں سے درخواست ہے کہ میری والدہ ماجدہ کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ میں ذاتی طور پر ممنون اور شکر گزار رہوں گا۔

والسلام

محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی

(جلال پور پیروالا)

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

جائزہ لیتے رہو اپنے گریبانوں کا

ایک دوسرے پر تنقید، تجسس، عیب جوئی، دوسرے کی چھوٹی سی خامی کو بھی بہت بڑا کر کے دکھانا' ہماری عام سی عادت بن گئی ہے۔ دوسروں کے عیب و ہنر دیکھنے کے بجائے اگر آدمی اپنی خامیوں پر نظر ڈالے اور ان میں تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرے تو اسے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ دوسروں کی عیب جوئی میں لگا رہے۔ ہر خاندان، ہر دفتر، ہر معاشرے میں کوئی نہ کوئی ایسا فرد ضرور دکھائی دے گا جو جلتی پر تیل ڈالنے کی مہارت رکھتا ہے۔ اور کوئی ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا جس سے کوئی نہ کوئی بگاڑ پیدا کیا جا سکے۔ بعض آدمیوں کے دماغ کی ساخت ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ بغیر طنز کے بات کرنا اپنی توہین سمجھتے ہیں مگر اپنی طرف ایک چھوٹے سے اشارے کو بھی برداشت کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔ خود یوں تڑپ اٹھتے ہیں جیسے تپتے ہوئے توے پر دانہ سپند۔ چار دوستوں میں بیٹھ کر کسی کی پگڑی اچھالنا ان کا مشغلہ ہے۔ دوسروں کے وہ لتے لیتے ہیں کہ جیسے خود جنید بغدادی ہوں۔ یوں تو ایسے لوگ زندگی کے ہر شعبے میں پائے جاتے ہیں مگر اخبارات کے بعض ہمارے بھائی تو کسی کو خاطر میں ہی نہیں لاتے۔ ہم یہاں بات کرنے چلے ہیں تجاوزات اور ناجائز تجاوزات کی' وہ ذہنی ہوں یا مادی۔ جس طرح کسی زمانے میں شراب اور ناجائز شراب کی بات چلتی رہی۔ ایل ایم کیو روڈ پر ذرا ٹیلی فون ایکسچینج آفس ملتان سے چوک نواں شہر تک چلتے جایئے ایم سی گراؤنڈ کے ساتھ ساتھ فٹ پاتھ کے اوپر دو ٹانگوں والے بڑے بڑے بورڈ نصب ہیں۔ آپ دیکھتے چلے جائیں روزنامہ ''نیا اخبار، خبریں، اپنا، سنگ میل، عدل، گلوب، اوصاف، بساط، کرائم، جائزہ'' اور ہفت روزہ ''خوب رُو'' کے سائن بورڈ پیدل چلنے والوں کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ پورے کا پورا فٹ پاتھ رکا ہوا ہے۔

قارئین! مزے کی بات یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی بائیں طرف ابدالی روڈ پر پریس کلب موجود ہے۔ اب دوسروں پر بے محابہ تنقید کرنے والوں اور تجاوزات اور ناجائز تجاوزات کی تصاویر شائع کرنے والوں سے کون کہے کہ ان بورڈوں کی تصاویر بھی شائع کریں۔ ان کے کام کا جائزہ کون لے؟ ایم ڈی اے یا میونسپل کارپوریشن ملتان؟ ہمارے خیال میں تو ان کے لیے روزنامہ ''جائزہ'' کے لگے ہوئے بورڈ کی پیشانی پر لکھا ہوا یہ شعر ہی کافی ہے کہ:

حق تنقید تمہیں بھی ہے مگر اس شرط کے ساتھ
جائزہ لیتے رہو اپنے گریبانوں کا

عینک فریمی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆اقبال کی تعلیمات پر عمل کر کے پاکستان کو اعتدال پسند ملک بنایا جا سکتا ہے۔(مشاہد حسین)

● حیرت ہے اٹھاون سال بعد حکمرانوں کو یہ راز معلوم ہوا ہے۔

☆ایران نے ملک میں آنے والے امریکی شہریوں کے فنگر پرنٹ لینے کا فیصلہ کر لیا۔(ایک خبر)

● ایسے کو تیسا!

☆مجلس عمل نے پرویز مشرف کو صدر ماننے سے انکار کر دیا۔(ایک خبر)

● پہلے صدر بنایا۔اب ماننے سے انکار۔چہ معنی دارد؟

☆پانچ سال میں ہونے والی ترقی کی رفتار ماضی میں مثال نہیں ملتی۔(خالد مقبول)

یادِ ماضی عذاب ہے یارب!
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

☆قوالی اسلامی ثقافت کی علمبردار ہے۔(ڈی سی او ملتان)

● اسلامی نہیں ہندوستانی ثقافت کی علمبردار ہے۔

☆صدر نے سو سے زیادہ دانشوروں کو افطار ڈنر دیا۔(ایک خبر)

● منہ کھاوے تے اکھ شرماوے

☆پولیس کی بہترین کارکردگی سے لوگ تحفظ محسوس کر رہے ہیں۔(وزیر داخلہ آفتاب شیر پاؤ)

● نیو ملتان کے تھانیدار نے کانسٹیبل کی روزہ دار بیوی بے آبرو کر دی۔(''خبریں'' ملتان۔۱۱رنومبر۲۰۰۴ء)

☆بش نے عملاً صلیبی جنگ کا ثبوت دیا۔(جنرل حمید گل)

● اے کاش! یہ بات مسلم حکمرانوں کی سمجھ میں آ جائے۔

☆علامہ اقبال کا یوم ولادت ۹رنومبر کو منایا جائے گا۔(ایک خبر)

گرچہ بھاتے نہیں اس کو کچھ شعر و سخن میری بیوی کو بھی اقبال کے سب اشعار ہیں یاد
میں نے کہا جو شعر تو وہ یوں بولی ''تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن''

☆نوجوانوں کو ملازمتوں کے مواقع فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔(وزیر اعظم شوکت عزیز)

● ایک ملازم تو موقع ہی فراہم کر سکتا ہے۔ذمہ داری پوری نہیں کر سکتا۔

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● ششماہی ''السیرۃ'' (العالمی) مدیر: سید فضل الرحمٰن ضخامت: ۴۱۶ صفحات

قیمت: فی شمارہ ۱۵۰ روپے۔ سالانہ: ۳۰۰ روپے ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز۔ اے ۴/ ۱۷ ناظم آباد نمبر ۴۔ کراچی

ششماہی ''السیرۃ'' کا بارہواں شمارہ رمضان ۱۴۲۵ھ/ اکتوبر ۲۰۰۴ء حسبِ سابق اپنی صوری و معنوی خوبیوں کے ساتھ افقِ صحافت پر جلوہ افروز ہے۔ سیرتِ طیبہ جیسے مقدس اور حساس موضوع پر گزشتہ چھے سال سے تواتر اور تسلسل کے ساتھ شائع ہونے والے اس مجلّے کی جملہ خوبیوں میں سے اہم خوبی یہ ہے کہ مضامین اور عناوین کا تنوع، تحقیق و تدوین کا اعلیٰ معیار، تخریج، مآخذ اور حوالہ جات کا خصوصی اہتمام، موضوعات کی تکرار سے احتراز اور مسلمہ اہل قلم محققین کی نگارشات کا انتخاب ''السیرۃ'' کے ماتھے کا جھومر ہے۔ نائب مدیر سید عزیز الرحمٰن کا اداریہ ''ہماری مشکلات اور سیرتِ طیبہ'' پیغامِ سیرت کی خوشبو بکھیر رہا ہے۔ پروفیسر ظفر احمد کا مقالہ ''السیرۃ النبویہ ﷺ توقیتی مطالعہ (قسط ۵)'' مجلّہ کی شان اور منفرد تحقیقی کاوش ہے۔ واقعاتِ سیرت کی تاریخ اور سن کا تعین، روایت و درایت کی گھاٹیوں کو عبور کر کے آخر میں تواریخ اور سنین کو جدول کی صورت میں درج کیا گیا ہے۔

''فرہنگِ سیرت'' مدیر محترم سید فضل الرحمٰن کی انوکھی تحقیق ''طلوعِ آفتابِ رسالت'' پروفیسر علی محسن صدیقی۔ ''مقالاتِ سیرت۔ تعارفی جائزہ'' پروفیسر محمد اقبال جاوید۔ ''جاہلیت، لغوی معنی، اصطلاحی مفہوم، تعریف'' پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد۔ ''خطبہ جمعۃ الوداع کی عالمگیر اہمیت'' ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری اور سیرت طیبہ پر نئی کتب ۲۰۰۰ء تا ۲۰۰۴ء جیسی اہم تحقیقی تحریریں زیرِ نظر مجلّہ میں شامل ہیں۔ ''السیرۃ'' کے مطالعہ سے دل محبت نبوی کے نور سے منور ہوتا ہے اور جذبۂ عمل کو جلا ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سید فضل الرحمٰن شاہ صاحب اور سید عزیز الرحمٰن کی اس کاوش کو قبول فرمائے، اس کے تسلسل کو قائم رکھے اور اس فیض کو عام کر دے۔ آمین (تبصرہ: سید محمد کفیل بخاری)

● کتاب: ماں کی عظمت مصنف: مولانا جمیل احمد بالاکوٹی

ضخامت: ۲۴۰ صفحات قیمت: ۱۰۰ روپے ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ۔ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ۔ سرحد

ماں باپ کے حقوق اور خدمت کو اسلامی تعلیمات میں جزوِ ایمان کا درجہ حاصل ہے۔ انسانوں کے اعمال میں خدا کی عبادت کے بعد ماں باپ کی راحت رسانی پر زور دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضی، ماں باپ کی ناراضی اور اللہ تعالیٰ

کی خوشنودی، ماں باپ کی خوشنودی میں مضمر ہے۔ زیرتبصرہ کتاب میں ماں جیسی عظیم ہستی کا ذکر کیا گیا ہے، جو ہر انسان کے لیے محبوب ہے۔ اس موضوع پر قرآن مجید کے احکامات، سرورِ کائنات ﷺ کے فرامین، بزرگوں کے اقوال وارشادات، نصیحت آموز واقعات اور ادیبوں، شاعروں کے فن پارے ایک جگہ جمع کردیئے گئے ہیں۔ ماں کی خوبیاں، ماں کا پیار، ماں کی عظمت، ہر عنوان پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

کتاب اچھے کاغذ پر، معیاری پرنٹنگ کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔ امید ہے حلقۂ علم وادب اور عام شائقین میں مزید مقبولیت کا درجہ حاصل کرے گی۔ (تبصرہ: ابوالادیب)

● کتاب: مجالسِ ذکر (مولانا عبیداللہ انور) مرتب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ضخامت: ۵۶۰ صفحات قیمت: ۲۰۰ روپے ناشر: عالمی انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ، لاہور

ملنے کا پتا: مکتبہ ختم نبوت یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کے منجھلے صاحبزادے اور ان کے علوم ومعارف اور روایات کے امین تھے۔ آپ کی تعلیم وتربیت، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے صاحبزادے مولانا اسعد مدنی کے ساتھ ہوئی۔ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۹۴۶ء میں مولانا عبیداللہ انور لاہور واپس پہنچے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے مدرسہ مظہر العلوم، کھڈہ کراچی میں ایک مدرس کی حیثیت سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ بعد میں زیادہ عرصہ اپنے والد محترم کی زیر تربیت گزارا۔ مولانا محمد اسماعیل نے حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ کے ان اذکار وافکار کو یکجا کردیا ہے۔ جن کا اظہار وہ مختلف مجالس ذکر میں فرماتے رہے۔ اس میں ہر مسلمان کے لیے دین ودنیا سنوارنے اور آخرت کی بھلائی حاصل کرنے کے لیے بہت سی کام کی باتیں ہیں۔ کتاب دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ، معیاری کاغذ پر شائع کی گئی ہے۔ (تبصرہ: ابوالادیب)

● جریدہ: ماہنامہ ''مسیحائی'' کراچی (ناموسِ رسالت نمبر) مدیر: پروفیسر ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

اشاعت: ۲۰۰۴ء مطابق ۱۴۲۵ھ ضخامت: ۱۲۲ صفحات قیمت: ۶۰ روپے

ملنے کا پتہ: ۱۹۷ بی۔ بلاک اے، شارع بابر، نارتھ ناظم آباد کراچی۔

بحیثیت مسلمان، ہمارا مرنا، ہمارا جینا، ہمارا مقصدِ حیات، ہمارے ہر لفظ کی گواہی، ہر حرف کی شہادت، ناموسِ رسالت ﷺ کی عظمت ہے۔ بقول مولانا ظفر علی خانؒ:

نماز اچھی، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی، حج اچھا مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں شاہ طیبہ کی حرمت پر خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

مخدوم زادہ احمد خیرالدین انصاری نے ''مسیحائی'' کا ناموس رسالت ﷺ نمبر شائع کر کے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے جس میں قانونِ تحفظِ ناموسِ رسالت کا عہد وار تاریخی جائزہ ورناموسِ رسالت پر کٹ مرنے والے شہدائے مکرم پر وقیع مضامین و مقالات شامل کیے گئے ہیں۔ لکھنے والوں میں ڈاکٹر محمود احمد غازی، ڈاکٹر اسرار احمد، محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ، ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ اور محمد عطاء اللہ صدیقی کے نام نمایاں ہیں۔ یہ خصوصی نمبر تحفظ ناموسِ رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے فدائین کے لیے ایک تاریخی و تحقیقی دستاویز اور حوالہ ہے۔ ادارہ ماہنامہ ''مسیحائی'' کراچی اس عظیم الشان اشاعت پر مبارک باد کا مستحق ہے۔ (تبصرہ: ابوالادیب)

- کتاب: اسلامی آدابِ زندگی تحریر: محمد منصور الزمان صدیقی

ضخامت: ۹۳۸ صفحات قیمت: درج نہیں

ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس۔ خالق آباد (نوشہرہ۔ سرحد)

یوں تو ''آدابِ زندگی'' کے نام سے پہلے بھی مولانا یوسف حسن اصلاحی اور ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی کتابیں مضبوط حوالہ ہیں جن میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مختلف عنوانات کے تحت مختصراً مضامین ترتیب دیئے گئے ہیں مگر زیر مطالعہ کتاب میں بڑی شرح وبسط کے ساتھ، انسانی زندگی کے ہر پہلو پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اخلاقِ حسنہ، عبادات، نماز کے فضائل ومسائل، جنازہ، وصیت، وراثت، زکوٰۃ، قربانی، روزہ، حج وعمرہ، معاملات ومعاشیات، خوفِ خدا، آدابِ مجلس، اخلاقیات، حقوق العباد، سلوک اور احسان، عالم اسلام، اسراف وتبذیر، صحت اور حسنِ معاشرت کے اہم موضوعات پر، قرآن واحادیث کی روشنی میں عام فہم انداز میں معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔ جس سے عام پڑھا لکھا طبقہ بھی مستفید ہو سکتا ہے۔ (تبصرہ: ابوالادیب)

- کتاب: اماں جی مصنف: مولانا عبدالقیوم حقانی

ضخامت: ۱۳۲ صفحات قیمت: ۶۰ روپے ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد نوشہرہ

مولانا عبدالقیوم حقانی، زیر نظر کتاب کے دیباچہ میں رقم طراز ہیں کہ والدہ کے انتقال کے بعد، انہوں نے ماہنامہ ''القاسم'' میں اپنی والدہ مرحومہ کے بارے میں قسط وار لکھنا شروع کیا۔ جو جو واقعات انہیں یاد آتے رہے، وہ لکھتے رہے۔ اب قارئین ''القاسم'' کے اصرار پر انہیں کتابی شکل دے دی گئی ہے۔

کتاب دیدہ زیب رنگین ٹائٹل کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ پرنٹنگ معیاری ہے۔ (تبصرہ: ابوالادیب)

ادارہ

اخبارُالاحرار

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

عبداللطیف خالد چیمہ
سیکرٹری اطلاعات مجلس احرار اسلام پاکستان

سفر برطانیہ کی روداد

پروگرام کے مطابق ۱۲راکتوبر۲۰۰۴ءکو لاہور سے لندن پہنچا تھا۔ یہ میرا برطانیہ کا ساتواں سفر تھا۔۱۹۸۵ءاور ۱۹۸۷ء کے دونوں سفر قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ہوئے تھے جبکہ ۱۹۸۷ء والے سفر میں بڑے شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند سید محمد معاویہ بخاری بھی ہمراہ تھے۔ پھر طویل تعطل کے بعد ۲۰۰۰ء سے اب تک یہ پانچواں سفر ہے۔ لندن میں میرا قیام اپنے چچا زاد بھائی عرفان اشرف کے ہاں ہوتا ہے اور لندن سے تقریباً ساڑھے چار سو میل کی مسافت پر دوسرا پڑاؤ ہمارے اوّلین میزبان شیخ عبدالواحد کے ہاں گلاسگو کے علاقے گفنک میں۔ شیخ عبدالواحد کا تعلق چیچہ وطنی سے ہے اور وہاں کے معروف سماجی کارکن شیخ عبدالغنی کے فرزند ہیں اور اپنے نام ور دادا مجاہد ختم نبوت، فدائے احرار شیخ اللہ رکھا مرحوم کی روایات کو تسلسل کے ساتھ زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

میرا معمول یہ ہے کہ لندن سے گلاسگو پہنچ کر شیخ عبدالواحد کے ہمراہ راچڈیل، ہڈرس فیلڈ، آشٹن انڈر لائن اور دوسرے شہروں کے سفر کی ترتیب اور دوستوں سے ملاقات کا نظم بنتا ہے لیکن اس دفعہ شیخ صاحب کی مصروفیات کی نوعیت اور ان کی والدہ ماجدہ کی شدید علالت کے باعث پروگرام اس طرح بنا کہ میں لندن میں مولانا محمد عیسیٰ منصوری، جناب عبدالرحمٰن باوا، قاری محمد عمران خان جہانگیری، جناب سہیل باوا کے علاوہ دیگر بزرگوں اور دوستوں سے ملاقات اور رابطے کے بعد ۱۷راکتوبر کو برمنگھم آ گیا اور مولانا اکرام الحق خیری، مولانا امدادالحسن نعمانی سے ملاقاتیں اور جناب ڈاکٹر اختر الزمان غوری سے رابطہ کر کے اگلے روز ہڈرس فیلڈ پہنچا۔ جہاں حاجی محمد رفیق کے توسط سے احباب سے ملاقاتیں کیں۔ ۲۰راکتوبر کو ڈیوزبری میں جمعیت علماء برطانیہ کے بزرگ رہنما حضرت مولانا عبدالرشید ربانی سے ملاقات کی اور موجودہ عالمی صورتحال اور امت مسلمہ کی زبوں حالی پر مفید گفتگو اور مشوروں کے بعد راچڈیل پہنچا' جہاں جمعیت علماء برطانیہ کے سیکرٹری اطلاعات حافظ محمد اکرام اور کئی دوسرے احباب نے بھرپور میزبانی کی۔ راچڈیل کی مرکزی مسجد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے تشریف لائے ہوئے مولانا فضل احمد اور جامعہ علوم شرعیہ ساہیوال کے حافظ محمد طارق مسعود سے

بھی ملاقاتیں ہوئیں۔۲۲؍اکتوبر کو ہڈرس فیلڈ کی مسجد عثمان میں یہ اطلاع ملی کہ ہڈرس فیلڈ کی معروف بزرگ شخصیت حاجی محمد صادق پاکستان میں انتقال فرما گئے ہیں۔ ہڈرس فیلڈ پہنچ کر حسبِ معمول میں نے اُن کا پتہ کیا جس پر معلوم ہوا تھا کہ وہ علیل ہیں اور چند ہفتے قبل پاکستان چلے گئے تھے۔ مرحوم بہت ہی وضع دار اور نفیس انسان تھے۔ ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۷ء میں شاہ جی مرحوم کے ساتھ مجھے بھی انہوں نے بے حد شفقت سے نوازا۔ شاہ جی مرحوم کی بے تکلفانہ طبیعت نے ان کو بہت مانوس کرلیا تھا۔ شاہ جی انہیں ہمیشہ ''انکل صادق'' کہتے۔ چار سال قبل میں ملاقات کے لیے ہڈرس فیلڈ ان کے گھر گیا تو اپنی معذور اہلیہ کی خدمت کے لیے وقف تھے اور شاہ جی مرحوم سے مجلسی گفتگو اور ان کے عوامی مزاج کے حوالے سے تذکرے کر کے خوش ہوتے رہے اور دعاؤں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں۔ آمین۔

۲۳؍اکتوبر کو چودھری محمد اکرم ہڈرس فیلڈ سے مجھے مانچسٹر میں ''ادارہ اشاعت الاسلام'' حافظ محمد اقبال رنگونی کے ہاں چھوڑ گئے جن سے ملاقات طے تھی۔ حافظ صاحب محترم دعوت وارشاد اور تصنیف وتالیف میں منفرد اسلوب اور مقام رکھتے ہیں اور بیک وقت کئی محاذوں پر سلیقے سے سرگرم عمل ہیں۔ یہ ادارہ اُن کے والدِ گرامی الحاج ابراہیم یوسف باوا رنگونی نے اپنی ذاتی گرہ سے قائم کیا تھا' جہاں بیک وقت سلوک وتصوف' تبلیغ وتعلیم اور متعدد دینی موضوعات پر بڑا کام ہو رہا ہے۔ الحاج ابراہیم یوسف باوا رنگونی چند ہفتے قبل انتقال فرما گئے تھے۔ حافظ صاحب سے ان کی تعزیت کی اور مختلف امور کے علاوہ بطورِ خاص ختم نبوت اور ردّ قادیانیت پر لٹریچر کی اشاعت کا ضروری مشورہ بھی ہوا۔ حافظ صاحب مجھے چیچہ وطنی کے ایک عزیز ساتھی آصف سردار کے پاس چھوڑ آئے جو میری انتظار میں تھے۔ ۲۴؍اکتوبر کو میں آشٹن انڈر لائن پہنچا جہاں بھائی علی احمد میرے میزبان تھے' جنہوں نے یہاں کی مصروف زندگی کے باوجود ہمیں وقت دیا اور دوست احباب سے ملاقاتیں بھی کروائیں۔ ۲۵؍اکتوبر کو میری خواہش پر بھائی علی احمد مجھے اپنے پیرومرشد حضرت شیخ آصف حسین فاروقی دامت برکاتہم کی خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ مانچسٹر لے گئے جہاں ہم نے انتہائی پرسکون ماحول میں واقع خانقاہ کی مسجد میں پورے اطمینان والی نماز تراویح ادا کی۔ ماحول واقعی خانقاہی اور تربیتی تھا اور متاثر کن بھی۔ نماز کے بعد حضرت نے اپنے معمول کے مطابق مراقبہ کرایا' جس کے بعد حضرت سے ہماری مختصر ملاقات ہوئی۔ میں نے ''نقیبِ ختم نبوت'' کا تازہ شمارہ پیش کیا اور دعا کی درخواست کی۔ یہ بھی بتایا کہ میں خانقاہ سراجیہ کندیاں سے منسلک ہوں اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی سے متعلق ہوں' جس پر حضرت نے خوشی کا اظہار فرمایا اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی سے دعا کے لیے پیغام دیا۔ ۲۷؍اکتوبر کی رات گلاسگو اپنے مستقل میزبان شیخ عبدالواحد کے ہاں پہنچا۔ اور تین دن کے ''خلافِ معمول'' مختصر ترین قیام کے دوران عجلت میں برادرم عبدالواحد کے ہمراہ ملاقاتیں اور رابطہ کیا اور تشنگی میں ۳۱؍اکتوبر کو احباب نے مجھے لندن کے لیے الوداع کیا جہاں یکم نومبر کو ختم نبوت اکیڈمی ایسٹ ہیم اور ۲؍نومبر کو انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے دفتر فاریسٹ گیٹ میں احباب سے رابطہ اور ملاقاتیں کی۔ اس دوران حاجی محمد رفیق صاحب کے توسط سے انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے دفتر میں

بیلا روس سے آئے ہوئے ایک ساتھی سے ملاقات ہوئی، جنھوں نے وہاں قادیانیوں کے ارتدادی کام اور مسلمانوں کی طرف سے اس کے تدارک کے لیے تفصیل سے آگاہ کیا اور وہاں کے حالات وضرورت کے مطابق نئے لٹریچر کی بابت بھی بات چیت ہوئی۔ ۳؍نومبر کو قاری محمد عمران خان جہانگیری اور برادرِ عزیز عرفان کے ہمراہ ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین محترم مولانا محمد عیسیٰ منصوری کے ہاں حاضری دی اور موجودہ عالمی صورتحال سمیت تمام من پسند موضوعات پر فکری ونظریاتی رہنمائی لینے کے بعد ان سے اجازت لی۔ ۴؍نومبر کو آٹھ بجے رات لندن سے سوار ہوکر ۵؍فروری کی صبح لاہور پہنچا۔ اپنے دیرینہ دوست جناب فاروق احمد خان کے ساتھ ایئر پورٹ سے دفتر مرکزیہ لاہور چند گھنٹے قیام کر کے اور ضروری امور نمٹا کر شام کو چیچہ وطنی پہنچ گیا۔

ایک خواب……ایک ہدف

۱۹۸۴ء میں پاکستان میں جب صدر ضیاء الحق مرحوم نے تحریک تحفظ ختم نبوت کے نتیجے میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کیا تو مرزا طاہر نے خفیہ طور پر پاکستان سے فرار ہوکر برطانیہ میں پناہ لی اور اسلام اور پاکستان کے خلاف لندن میں محاذ قائم کیا۔ ۱۹۸۵ء میں قائدِ احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور راقم الحروف اور پھر ۱۹۸۷ء میں سید محمد معاویہ بخاری کے اضافے کے ساتھ اس سہ رکنی وفد نے اپنی بساط کے مطابق برطانیہ میں حتی المقدور کوشش کی کہ یہاں کے احباب کے تعاون سے مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام کسی مرکز کے قیام کا مشورہ ہوجائے۔ سید خالد مسعود گیلانی اور کئی دوسرے دوست بھی اس مشورے میں شامل تھے۔ بات چلی بھی لیکن سرے نہ لگی۔ ایک موقع پر شاہ جی نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ میں یہاں کے لیے وقت دوں لیکن میرے احوال نے اس کی اجازت نہ دی۔ وقت گزرتا گیا اور ہم بڑی مشکل سے پاکستان میں کام کو قدرے آگے بڑھا سکے (الحمد للہ)۔ جماعت میں ترجیحی بنیادوں پر جن امور میں مجھے زیادہ مناسبت ہے، ان میں ''تحفظ ختم نبوت اور ردّ قادیانیت'' سرفہرست ہے۔ شاہ جی مرحوم کی خواہش اور اپنے ذوق کی بنا پر بھی میں یہ خواب مسلسل دیکھتا رہتا ہوں اور اس ہدف کو پورا کرنے کے بظاہر حالات واسباب نہ ہونے کے باوجود میں یہاں برطانیہ میں ''مرکزِ احرار'' کے قیام کی خواہش وآرزو سے دستبردار نہیں ہوا۔ ''ہم نہ ہوں گے کوئی ہم سا ہوگا''

اللہ تعالیٰ ہی مسبب الاسباب ہیں۔ اکابر واحباب سے درخواست ہے کہ اس کے لیے خصوصی دعا فرماویں۔

عبداللطیف خالد چیمہ

نزیل آشٹن انڈر لائن (برطانیہ۔ ۲۶؍اکتوبر ۲۰۰۴ء)

عالم کفر نے صلیبی جنگ کا آغاز کردیا ہے: سید عطاء المہیمن بخاری

(کراچی) پاکستان میں ایک عرصہ سے جید علماء کرام اور مشائخ کا مرحلہ وار قتل عام ہو رہا ہے۔ قاتلوں کو گرفتار

کرنے میں حکومت کی عدم دلچسپی سے دہشت گردوں کا حوصلہ بڑھ گیا ہے۔ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری نے جامعہ بنوری ٹاؤن کے دورہ پر علماء کرام سے گفتگو کے دوران کیا۔انہوں نے ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مولانا مفتی تقی الدین شامزئی، مفتی ابوبکر سعید الرحمٰن، مفتی عبدالستار، محمد ثانی سے ملاقات کی اور کہا کہ دہشت گردی کے حالیہ واقعات میں قادیانی، منکرین صحابہ اور باطنی تحریک آغا خانی کا عنصر کارفرما ہے جو اپنے بیرونی آقاؤں کے اشارے پر اسلام اور پاکستان کے نظریاتی محافظوں کا نہایت سفاکی کے ساتھ قتل عام کے ذریعے صفایا کر رہا ہے۔انہوں نے کہا کہ حکومت کی علماء کرام کے قاتلوں کی گرفتاری میں عدم دلچسپی یا ناکامی سے دہشت گردوں کا حوصلہ بڑھ گیا ہے۔سیکولرازم، مغربی تہذیب وثقافت اور فحاشی پر مبنی کلچر رائج کرنے میں ممکنہ مزاحمتی کردار ختم کئے جا رہے ہیں۔شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی، مفتی جمیل خان شہید، مولانا حبیب اللہ مختار شہید جیسی جامع صفات ہستیوں کا قتل بہت بڑا المیہ ہے۔ہمارا دشمن مدارس، مساجد اور ممبر رسول اللہ ﷺ کی قوت سے خائف ہوکر دہشت گردی پر اتر آیا ہے تاکہ عوام کو علماء کرام سے دور کر کے قرآن کے ابدی پیغام سے محروم کر کے پاکستان میں ترکی والا ماحول پروان چڑھایا جاسکے۔مدارس اور مساجد میں جانے سے عوام خوفزدہ ہو جائیں۔سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ عالم کفر نے صلیبی جنگ کا آغاز کر دیا ہے۔پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا یہود ونصاریٰ کے کنٹرول میں ہیں جس کے ذریعہ مسلمانوں میں عریانیت، بے حیائی، فحاشی کو عام کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے۔اس لیے ہمیں توحید و ختم نبوت اور اسوۂ ازواج واصحاب رسول اللہ ﷺ کے نکتہ پر متحد ہو کر جدوجہد کرنا چاہیے۔ڈاڑھی، ٹوپی، قرآن، مسجد اور مدارس ہماری علامات ہیں۔ان کی حفاظت کے لیے ہمیں ہر سطح پر نئی نسل کی تربیت کرنا چاہیے۔

حکومت کی خیر اسی میں ہے کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرے

ملتان (۲۲ نومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا ہے کہ پاسپورٹ سے مذہب کے خانے کا خاتمہ دراصل امتناع قادیانیت ایکٹ کو غیر موثر بنانے کی سازش کا حصہ ہے۔جسے اسلامیانِ پاکستان کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے۔انہوں نے کہا کہ خیر اسی میں ہے کہ حکومت کمپیوٹرائزڈ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کردے اور مسلمان اور غیر مسلم کے فرق و شناخت کو باقی رہنے دے۔احرار رہنماؤں نے تحفظ ختم نبوت اور اینٹی احمدیہ موومنٹ کی کوششوں سے بھارتی ریاست کرناٹک میں تین ہزار قادیانیوں کا قادیانیت ترک کر کے اور اسلام قبول کرنے کے واقعے کو غیر معمولی واقعہ قرار دیتے ہوئے دنیا بھر کے قادیانیوں کو دعوت دی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات کا ٹھنڈے دل سے بغور مطالعہ کریں تو انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ قادیانیت اسلام سے متصادم بلکہ یہودیت کا چربہ ہے۔

کمپیوٹرائزڈ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے: مجلس احرار اسلام

ملتان (۲۴رنومبر) مجلس احرار اسلام پاکستان نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت کمپیوٹرائزڈ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کرنے کا فیصلہ واپس لے کر اسلامیانِ پاکستان میں پائی جانے والی تشویش کو دور کرے اور قادیانیت نوازی ترک کردے۔ یہ مطالبہ مرکزِ احرار دارِ بنی ہاشم ملتان میں امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری کی زیر صدارت منعقدہ اعلیٰ سطحی اجلاس میں کیا گیا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت اس چھتے پر ہاتھ نہ ڈالے تو بہتر ہے۔ انہوں نے کہا کہ کفر و اسلام کا یہ فرق مٹانے کے لیے ماضی میں بھی کئی دفعہ حملہ کیا گیا لیکن مجاہدین ختم نبوت کامران رہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اب بھی کامیابی شہداء ختم نبوت کے وارثوں کو ہوگی اور اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانی اور قادیانی نواز لابی ناکام و نامراد ہوگی۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد نے احرار کی تمام ماتحت شاخوں کو ہدایت کی کہ ۲۶رنومبر کے جمعۃ المبارک کو ''یومِ احتجاج'' کے طور پر منائیں اور تمام مساجد کے علماء کرام اور خطباء عظام کے ذریعے سے قراردادیں منظور کرائیں۔ علاوہ ازیں برطانیہ کے ممتاز مذہبی رہنما اور عالمی مبلغ ختم نبوت عبدالرحمٰن باوا گزشتہ روز ملتان پہنچے' جن کا دارِ بنی ہاشم پہنچنے پر سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے خیر مقدم کیا۔ عبدالرحمٰن باوا نے قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری سے ملاقات کی اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی ملکی و بین الاقوامی صورتحال پر باہمی تبادلہ خیال اور مشاورت کی۔ عبدالرحمٰن باوا نے کہا ہے کہ قادیانی لابی آئین کی اسلامی دفعات بالخصوص امتناع قادیانیت ایکٹ کو غیر موثر بنانے کے لیے سرگرم عمل ہے اور مختلف ممالک میں قادیانی اسلام کا نام لے کر دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں اور مسلمانوں کے مذہب اور حقوق کا بری طرح استحصال کیا جارہا ہے جو واضح طور پر دہشت گردی ہے۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ کے مسلمان پاکستان کے موجودہ حکمرانوں کی اسلام دشمن اور قادیانیت نواز پالیسیوں سے بری طرح بیزار ہیں اور ختم نبوت کے محاذ پر کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے موقف و کردار کی مکمل تائید و حمایت کرتے ہیں۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس' تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

مرتب: الیاس میراں پوری

اشاریہ ’’نقیبِ ختم نبوت‘‘ (سال۲۰۰۴ء)

دل کی بات (اداریہ) :

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
’’ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ‘‘	سید محمد کفیل بخاری	جنوری	۲
اپنے محسنوں کی تحقیر نہ کیجیے	سید یونس الحسنی	فروری	۲
شرعی آڈٹ قوانین کی تیاری، بنگلہ دیش حکومت اور قادیانی مسئلہ (ادارتی شذرات)			
ایک قرآں ہے جہاں بھر کے مصائب کا علاج	سید محمد کفیل بخاری	مارچ	۲
سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا	سید محمد کفیل بخاری	اپریل	۳
گلشن کا خدا حافظ	سید محمد کفیل بخاری	مئی	۲
قانونِ توہین رسالت پر بحث	سید محمد کفیل بخاری	جون	۳
مجلس عمل کا تازہ فیصلہ اور اس کا پیش منظر	سید محمد کفیل بخاری	جولائی	۲
وانا آپریشن، حضرت مفتی نظام الدین شامزئی کی شہادت (ادارتی شذرات)			
حکومت، عراق میں فوج نہ بھیجے	سید محمد کفیل بخاری	اگست	۲
روضۂ رسول ﷺ کے سامنے پاکستانی شرابی کا غل غپاڑہ، نامزد وزیراعظم شوکت عزیز اور قادیانیت، چناب نگر میں پولیس چوکی اور مسجد کا انہدام (ادارتی شذرات)			
دینی مدارس کے خلاف آپریشن کی نئی مہم	سید محمد کفیل بخاری	ستمبر	۳
پرویز بادشاہ کے یوٹرن کا ’ٹرن آؤٹ	سید محمد کفیل بخاری	اکتوبر	۲
شیخ راحیل احمد کی پاکستان آمد، پولیس چوکی چناب نگر کی بحالی (ادارتی شذرات)			
علماء کی شہادت......دہشت گردی کی نئی لہر	سید محمد کفیل بخاری	نومبر	۳
پرویز بادشاہ، مسئلہ کشمیر اور سرنگ کے آخر میں روشنی (ادارتی شذرہ)			
	سید محمد کفیل بخاری	دسمبر	

دین و دانش:

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
قرآن مجید......ایک معجزہ	ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری	جنوری	۶
نماز میں سر ڈھانپنے کا مسئلہ	سید محب اللہ شاہ راشدیؒ	//	۸

قربانی کے احکام ومسائل	سید عطاء المحسن بخاریؒ	فروری	۶
ہمارے مسائل کا حل......قرآن کریم	حمید اللہ جمیل	فروری	۱۰
یوم الحج کا ورودِ مقدس	مولانا ابوالکلام آزادؒ	فروری	۱۲
حج......امیر وغریب کی مساوات کا منظر	چودھری افضل حقؒ	فروری	۱۴
شب جائے کہ من بودم	شورش کاشمیریؒ	فروری	۱۵
میزبان	شاہ بلیغ الدین	فروری	۱۶
کعبۃ اللہ	لالہ صحرائی	فروری	۱۷
اپنی منزل کی طرف	پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی	فروری	۱۸
ہر قدم روشنی	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	فروری	۱۹
روشنی، پھول، صبا	سید ذوالکفل بخاری	فروری	۲۰
آبِ زم زم......نعمت غیر مترقبہ	معین الدین احمد	فروری	۲۷
سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما	سید عطاء المحسن بخاریؒ	مارچ	۶
بڑا آدمی	بیان: سید عطاء المہیمن بخاری	مارچ	۹
اسلامی سالِ نو کا پیغام	سید عطاء المحسن بخاریؒ	مارچ	۱۱
حجاب کی حقیقت	حافظ سید عزیز الرحمٰن	مارچ	۱۶
مومن بندوں کی قرآنی صفات (درس قرآن)	محمد احمد حافظ	اپریل	۶
تقویٰ اور پرہیزگاری (درس حدیث)	یحییٰ نعمانی	اپریل	۹
خلافت وملوکیت (قسط:۱)	پروفیسر قاضی طاہر الہاشمی	اپریل	۱۴
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	ابومعاویہ رحمانی	اپریل	۱۹
قربِ الٰہی	ایم حمید اللہ جمیل	اپریل	۲۳
رسول اللہ ﷺ کا ادب (درس قرآن)	محمد احمد حافظ	مئی	۴
تین سنہری باتیں (درسِ حدیث)	سید عطاء المہیمن بخاری	مئی	۶
ظہورِ قدسی	مولانا ابوالکلام آزادؒ	مئی	۹
طلوع	چودھری افضل حقؒ	مئی	۱۱
مقامِ ختم المرسلین ﷺ	سید ابوذر بخاریؒ	مئی	۱۴
خاتم النبیین سیدنا محمد ﷺ	سید عطاء المحسن بخاریؒ	مئی	۱۵

ازعرش نازک تر	شورش کاشمیریؒ	مئی	۱۶
درود	شاہ بلیغ الدین	مئی	۱۸
حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ذاتِ نبوی ﷺ سے تعلقات	الیاس نعمانی ندوی	مئی	۲۰
خلافت وملوکیت (قسط:۲)	پروفیسر قاضی طاہرالہاشمی	مئی	۲۴
صبر وصلوٰۃ سے مدد لو (درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	جون	۵
یقین وتوکل اور رضا بالقضا (درسِ حدیث)	یحییٰ نعمانی	جون	۸
شیطان سے حفاظت	محمد سعید الدین تسکین دہلوی	جون	۱۳
خلافت وملوکیت (قسط:۳)	پروفیسر قاضی طاہرالہاشمی	جون	۱۵
حلال کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو (درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	جولائی	۵
غارِ حرا کی روشنی میں	سید ابوالحسن علی ندویؒ	جولائی	۸
خلافت وملوکیت (قسط:۴)	پروفیسر قاضی طاہرالہاشمی	جولائی	۱۶
میثاقِ مدینہ	ابومعاویہ رحمانی	جولائی	۲۲
قصاص ودیت کا حکم (درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	اگست	۴
یقین وتوکل (۲) درسِ حدیث	یحییٰ نعمانی	اگست	۷
خلافت وملوکیت (قسط:۵)	پروفیسر قاضی طاہرالہاشمی	اگست	۹
تقویٰ اور آخرت کے لیے زادِ راہ (درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	ستمبر	۵
استقامت (درسِ حدیث)	یحییٰ نعمانی	ستمبر	۸
خلافت وملوکیت (قسط:۶)	پروفیسر قاضی طاہرالہاشمی	ستمبر	۱۰
سیدنا معاویہ ابن ابوسفیان رضی اللہ عنہما	ابومعاویہ رحمانی	ستمبر	۱۶
تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں (درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	اکتوبر	۲۰
استقامت (۲) درسِ حدیث	یحییٰ نعمانی	اکتوبر	۲۳
خلافت وملوکیت (قسط:۷)	پروفیسر قاضی طاہرالہاشمی	اکتوبر	۲۶
اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ (درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	نومبر	۱۵
اعمالِ صالحہ میں مجاہدہ (درسِ حدیث)	یحییٰ نعمانی	نومبر	۱۹
عید الفطر......صدقۃ الفطر	سید ابوذر بخاریؒ	نومبر	۲۲
روزہ......اسلام کی تیسری بنیاد	سید عطاء المحسن بخاریؒ	نومبر	۲۵

خلافت وملوکیت (قسط:۸)	پروفیسر قاضی طاہر الہاشمی	نومبر	۲۹
حسنِ سلوک	محمد اویس قرنی	نومبر	۳۵
انفاق فی سبیل اللہ کی اخلاقیات (درسِ قرآن)	محمد احمد حافظ	دسمبر	۴
خیر کے کام میں دیر مت کیجیے (درسِ حدیث)	مولانا یحیٰ نعمانی	دسمبر	۷
خلافت وملوکیت (آخری قسط)	پروفیسر قاضی طاہر الہاشمی	دسمبر	۱۰

افکار:

''روشن خیالی''	سید عطاء المحسن بخاریؒ	جنوری	۶
صدام کی گرفتاری، بش اور عراق کا مستقبل	سید یونس الحسنی	جنوری	۱۷
دہشت گردی اور امریکی چشمہ	عبدالرشید ارشد	جنوری	۲۰
ہمارا مراعات یافتہ طبقہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	جنوری	۲۲
مسز پوجا کا مشورہ	حامد میر	جنوری	۲۵
صدر پرویز کی نظریاتی انتہا پسندی	سید یونس الحسنی	فروری	۲۹
یا اُخی!	خالد مسعود خان	فروری	۳۲
مسئلہ کشمیر اور نئی صورت حال	پروفیسر خالد شبیر احمد	فروری	۳۵
عراق میں امریکہ کا مستقبل؟	الیاس نعمانی	فروری	۳۸
ان شہیدوں پہ لاکھوں سلام	سید عطاء المحسن بخاریؒ	مارچ	۱۹
آگ لگی ہے گلشن گلشن	سید یونس الحسنی	مارچ	۲۲
ان کی پرکاری اور ہماری سادگی؟	مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی	مارچ	۲۴
بے دست وپا کو دیدۂ بینا نہ چاہیے	پروفیسر خالد شبیر احمد	مارچ	۳۲
بھارت، ایشیاء میں امریکہ کا دفاعی ساتھی	عبدالرشید ارشد	مارچ	۳۶
وائے افسوس! یہ سیاہ دن بھی ہمارے مقدر میں تھا	عابد مسعود ڈوگر	مارچ	۳۸
عذرِ گناہ بدتر از گناہ	سید یونس الحسنی	اپریل	۲۵
پت جھڑ کا عذاب	محمد عمر فاروق	اپریل	۲۸
معافی	تبصرہ: اے آر وائی	اپریل	۳۰
پاکستان میں این جی اوز کا کردار؟	سید عطاء المہیمن بخاری	مئی	۳۳
ہم ایسی سب کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	مئی	۳۵

نئی امریکی بائبل اور مسیحی عقائد	مولانا زاہد الراشدی	جون	
آتشِ عراق	سید یونس الحسنی	جون	۳۳
غیرت کی پکار	محمد عمر فاروق	جون	۳۶
شخصیت پرستی کا رجحان	حمید اللہ جمیل	جون	۳۹
''ہتیارے میرے دیس کی تنویر لے اُڑے''	سید یونس الحسنی	جولائی	۳۷
حالیہ دہشت گردی اور ایک ''مولوی'' کے خدشات	خالد مسعود خان	جولائی	۴۰
طے شدہ مسائل کو چھیڑنے کا نتیجہ؟	سیف اللہ خالد	جولائی	۴۴
فرنگی کے غلاموں کی غلامی	سید یونس الحسنی	اگست	۱۹
مرمریں ستونوں کی بہشت	جاوید چودھری	اگست	۲۲
موجودہ دور اور احرار کا منشور	پروفیسر خالد شبیر احمد	ستمبر	۳۲
امریکی صدارتی انتخابات اور عبرت گاہ عراق	سید یونس الحسنی	ستمبر	۳۵
قرآن فہمی کے لیے بھی مغرب کی شاگردی؟	مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی	اکتوبر	۷
پیوٹن بش بھائی بھائی	سید یونس الحسنی	اکتوبر	۱۲
وزیر اعظم جناب شوکت عزیز کی خدمت میں	پروفیسر خالد شبیر احمد	اکتوبر	۱۵
علماء کرام اور پاکستانی سیاستدان	سید یونس الحسنی	نومبر	۵
ایک نصیحت آموز کہانی	ضیاء الدین لاہوری	نومبر	۷
پاسپورٹ سے مذہب کے خانے کا خاتمہ	مولانا زاہد الراشدی	دسمبر	۱۵
بش کی جیت، صلیبیوں کا رُخِ جفا	سید یونس الحسنی	دسمبر	۱۸
سوال ''امریکی''......جواب ''مکّی''	ذوالکفل بخاری	دسمبر	۲۱
امریکہ کے روشن خیال ہار گئے	پروفیسر خالد شبیر احمد	دسمبر	۲۲

شخصیات:

مفکر احرار چودھری افضل حق	شورش کاشمیریؒ	جنوری	۳۲
مولانا ظفر علی خانؒ......ایک جرأت مند قلمکار	محمد رفیق تارڑ	جنوری	۳۷
مولانا شاہ احمد نورانی	مولانا زاہد الراشدی	جنوری	۳۹
عظمت موت کے دروازے پر (بیاد: مولانا ابوالکلام آزادؒ)	شورش کاشمیریؒ	فروری	۴۴
غازی عبدالقیوم شہیدؒ	قاری فیوض الرحمٰن	فروری	۴۶

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	حکیم محمود احمد ظفر	اپریل	۳۳
شہید حریت، شیخ احمد یٰسینؒ	سید یونس الحسنی	مئی	۳۸
قافلہ حریت کا سپہ سالار......شاہ اسمٰعیل دہلوی شہیدؒ	الیاس میراں پوری	مئی	۴۱
شیخ حسام الدینؒ	سید ابوذر بخاریؒ	جون	۲۶
جن کی زبان کے پھول تھے دُرہائے تابدار (بیاد: سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)	شورش کاشمیریؒ	اگست	۲۷
بہاریں لٹ گئیں ساری (بیاد: مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ)	اورنگ زیب اعوان	اگست	۳۰
تیری ہستی کو چند لفظوں میں سمیٹوں کیسے؟ (بیاد: سید ابوذر بخاریؒ)	الیاس میراں پوری	اکتوبر	۳۹
جواں فکر شورش	پروفیسر نعیم مسعود	اکتوبر	۴۳

حسنِ انتخاب:

''پہلو میں نازنین ہو تو اسلام زندہ باد''	ہفت روزہ ''الاعتصام''	جولائی	۵۱
''دین اسلام'' (چودھری افضل حقؒ)	محمد یوسف شادؔ	ستمبر	۴۹
جدت پسندی اور اعتدال کے خوش نما عنوانات	ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری	اکتوبر	۱۹
''آج میں آزاد ہوں اپنے وطن میں''	سید عطاء المحسن بخاریؒ	نومبر	۹

نقد و نظر:

سرسید بے چارہ قابل گردن زدنی کیوں؟	ضیاء الدین لاہوری	فروری	۴۰
جنگِ آزادی کے پرستاروں پر تنقید کی مہم	//	اپریل	۴۴
''ثقافتی مسلمان''	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	اگست	۲۴

اقبالیات:

اقبال کے افکار کا جائزہ......خطبات کی روشنی میں	پروفیسر عابد صدیقؒ	نومبر	۴۲
اقبال دشمنی......ایک تشنہ پہلو	محمد عمر فاروق	دسمبر	۳۷

حسنِ انتقاد (تبصرۂ کتب):

جنوری: اسلامی حکومت کا فلاحی تصور (مولانا سعید الرحمٰن علویؒ)، سرائیکی وچ تجوید القرآن (قاری حبیب الرحمٰن) پندرہ روزہ ''اخبار المدارس'' کراچی (نگران: مفتی محمد نعیم)، ماہنامہ ''الاسلام'' کراچی (مدیر: مشتاق احمد قریشی) ''علماء دیوبند اور مطالعہ مسیحیت'' (سفیر اختر)۔ (ص:۵۶)

فروری: مجلّہ ''الھدیٰ'' (مدیر: ثناء اللہ سعد شجاع آبادی)، رسائل ثلاثۃ (مولانا قاری قیام الدین الحسینی)، ماہنامہ ''القاسم'' (اشاعتِ خاص بیاد: مولانا سید سلیمان ندویؒ)، تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ (نذیر رانجھا) ص:۵۸

مارچ: ''صبر واستقامت کے پیکر''(شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ)،الکتاب المقبول فی صلوٰۃ الرسول ﷺ(حکیم محمود احمد ظفر)،''سفرنامہ یورپ''(مولانا محمد علی جوہر) قرآن پاک کا مطالعہ کیسے کیا جائے (مولانا عبیداللہ سندھیؒ)،زکوٰۃ کے متعلق ارشادِ ربانی اور ہمارا معاشرہ (عبدالہادی)،معارف اسم محمد ﷺ(ثناءاللہ سعد) ماہنامہ ''نورٌعلیٰ نورٌ''(قرآن کریم نمبر) رئیس التحریر: مولانا عبدالرشید انصاری) ص:۵۸

اپریل: ''مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا مجاہدانہ کردار''(قاضی اسرائیل گڑنگی)،اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش (پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ)ص:۴۹

مئی: آخری صلیبی جنگ (عبدالرشید ارشد) خیرالزاد (مولانا محمد اشرف شاد)ص:۶۲

جون: مجلّہ ''ششماہی'' السیرۃ (العالمی) مدیر: سید فضل الرحمٰن)، برصغیر کے دینی مدارس کا نصاب و نظام کا ایک جائزہ)۔(مولانا محمد عیسیٰ منصوری)،مغرب اور عالم اسلام کی فکری وتہذیبی کشمکش عشق رسول ﷺ کے ایمان افروز واقعات (عماد الدین محمود)،فتح الرحمٰن فی اثبات مذہب النعمان (امام محدث عبدالحق سیف الدین دہلوی)ص:۴۷

جولائی: خطباتِ شورش (شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی)،اقبالیاتِ شورش (مولانا مشتاق احمد)ص:۵۴

اگست: اشاریہ ماہنامہ ''الرحیم''(سفیر اختر)،آفاتِ نظر اور اُن کا علاج،قادیانی کافر کیوں؟(ارشاد الحق اثری)،آداب الدعاء والدواء(عبدالخالق محمد صادق)،مکتوباتِ افغانی (مولانا عبدالقیوم حقانی)،علاماتِ ترقیم اور ہمزہ لکھنے کے قواعد (مولانا محمد الیاس)،ہدیۃ العروس (حافظ مبشر حسین)ص:۴۵

ستمبر: شرح شمائل ترمذی جلد دوم (مولانا عبدالقیوم حقانی)،صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام (انٹرویوز مولانا سمیع الحق مرتب: مولانا عبدالقیوم حقانی)،پھسلتے قدم (عبدالرشید ارشد)ص:۵۱

دسمبر: شش ماہی ''السیرۃ''العالمی (مدیر سید فضل الرحمٰن)،ماں کی عظمت (مولانا جمیل احمد بالاکوٹی)،مجالس ذکر (مولانا عبیداللہ انور) ماہنامہ ''مسیحائی کراچی (ناموسِ رسالت نمبر (مدیر: پروفیسر ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری)،اسلامی آداب زندگی (محمد منصور الزمان صدیقی) اماں جی (مولانا عبدالقیوم حقانی)ص:۴۳

ردّ قادیانیت:

خاتم النبیین ﷺ اور قادیانی گستاخیاں	مولانا محمد مغیرہ	جنوری	۴۸
مرزا قادیانی کا دعویٰ مہدویت	مولانا محمد مغیرہ	فروری	۵۰
مرزا قادیانی......انگریز کا وفادار اور خود کاشتہ پودا	مولانا محمد مغیرہ	مئی	۴۴
مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار	مولانا محمد مغیرہ	جون	۴۱
اسلام کی پوری عمارت عقیدۂ ختم نبوت پر قائم ہے	سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ	اگست	۳۲
قادیانی سوال اور اُن کے جواب	مولانا محمد مغیرہ	اگست	۳۵
مرزا قادیانی کی ''عبادات''	مولانا محمد مغیرہ	ستمبر	۳۸

مرزا قادیانی کی حیرت انگیز تحریریں	مولانا محمد مغیرہ	اکتوبر	۴۶
شیخ راحیل احمد کی ایمان افروز باتیں	پروفیسر خالد شبیر احمد	نومبر	۴۹

طنز و مزاح:

زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریبی	جنوری	۵۵
زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریبی	فروری	۵۶
زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریبی	مارچ	۵۵
زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریبی	اپریل	۵۵
زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریبی	مئی	۶۱
زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریبی	جون	۴۶
زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریبی	جولائی	۵۶
زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریبی	اگست	۴۳
پاکستانی گدھے اور امریکی سیاست	''سرراہے''	اگست	۴۴
زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریبی	اکتوبر	۴۹
زبان میری ہے بات ان کی	عینک فریبی	دسمبر	۴۲

شاعری:

حمد باری تعالیٰ	سہراب جنگ لدھیانوی	جنوری	۴
نعت رسول مقبول ﷺ	قاری محمد اکرام احرار	جنوری	۵
خون روتی ہے گلستان میں صبا تیرے بعد	شورش کاشمیریؒ	جنوری	۵۲
اے ارضِ وطن	فیض احمد فیض	جنوری	۵۳
دخترانِ قوم مسلم / آہنگ پاک	سید کاشف گیلانی، جعفر بلوچ	جنوری	۵۴
حمد باری تعالیٰ	حکیم خان حکیم	فروری	۴
نعت رسول مقبول ﷺ	کلیم عثمانی	فروری	۵
حج بیت اللہ کو یاد کر کے......!	سید ابوذر بخاریؒ	فروری	۵۳
چاٹتے ہیں گرد رہ، غزل	کاشف گیلانی، ڈاکٹر عتبان محمد چوہان	فروری	۵۴
مردہ بیٹی پاگل بابا	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	فروری	۵۵
حمد باری تعالیٰ	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	مارچ	۴

نعت رسول مقبول ﷺ	اقبال عظیم	مارچ	۵
ظفر علی خان کو ڈھونڈتا ہوں	شورش کاشمیریؒ	مارچ	۳۸
سلام (شہدائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء)	سید عطاء المحسن بخاریؒ	مارچ	۴۰
سلام (شہدائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء)	سیدہ ام کفیل مدظلہا	مارچ	۴۱
قافلہ بہار	لطیف الفت	مارچ	۴۲
کیسے آشوب سے اربابِ حکومت گزرے	سید کاشف گیلانی	مارچ	۴۴
جو خوں میں نہا لیتے ہیں (بیاد: شہدائے ختم نبوت)	ابوسفیان تائب	مارچ	۴۵
حمد باری تعالیٰ	ابوسفیان تائب	اپریل	۴
نعت رسول مقبول ﷺ	ساغر صدیقی مرحوم	اپریل	۵
محسن سائیں دی یاد اچ (سرائیکی نظم)	ابو معاویہ رحمانی	اپریل	۴۳
ایک ملک، مسلک دو	شورش کاشمیریؒ	اپریل	۵۶
غزل	سید ابوذر بخاریؒ	اپریل	۵۷
فطرتِ احرار	پروفیسر خالد شبیر احمد	اپریل	۵۸
مٹ گئے ہم کو زمانے سے مٹانے والے	سید کاشف گیلانی	اپریل	۶۰
بیٹی غریبِ شہر کی فاقوں سے مر گئی	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	اپریل	۶۱
حمد باری تعالیٰ	ڈاکٹر بشیر بدر	مئی	۲۸
عرش وزمیں ہے جگمگ جگمگ	سید عطاء المحسن بخاریؒ	مئی	۲۹
نعت رسول مقبول ﷺ	پروفیسر خالد شبیر احمد	مئی	۳۰
انوار کی برسات	سید کاشف گیلانی	مئی	۳۱
آرزوئے سعادت	ابوسفیان تائب	مئی	۳۲
حمد باری تعالیٰ	رحمان خاور	جون	۲۱
رسالت مآب ﷺ	شورش کاشمیریؒ	جون	۲۲
منظوم استقبالیہ	محمد شفیق عالم کشمیری	جون	۲۳
نظم	سید کاشف گیلانی	جون	۲۴
غزل	ڈاکٹر عتبان محمد چوہان	جون	۲۵
حمد باری تعالیٰ	حافظ لدھیانویؒ	جولائی	۲۴

خیرالبشر ﷺ	حفیظ تائبؒ	جولائی	۲۵
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	جولائی	۲۶
تقدیر	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	جولائی	۲۷
حمد باری تعالیٰ	ابوسفیان تائب	اگست	۱۴
نعت رسول مقبول ﷺ	مولانا ابوالکلام آزادؒ	اگست	۱۵
امیر شریعتؒ کے نام	پروفیسر خالد شبیر احمد	اگست	۱۶
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	سید کاشف گیلانی	اگست	۱۷
تم تو مجھے عزیز ہو نسوار کی طرح	پروفیسر اکرام تائب	اگست	۱۸
حمد باری تعالیٰ	بابر فاروق راشد	ستمبر	۲۲
نعت رسول مقبول ﷺ	شورش کاشمیریؒ	ستمبر	۲۳
بحضور شہیدانِ ختم نبوت	محمد عمر فاروق	ستمبر	۲۴
پیچھے کون ہے؟	ہاتف صحرائی	ستمبر	۲۵
غزل	سید کاشف گیلانی	ستمبر	۲۶
حمد باری تعالیٰ	شورش کاشمیریؒ	اکتوبر	۳۲
نعت رسول مقبول ﷺ	طفیل ہوشیار پوری	اکتوبر	۳۳
بحضور ساقی	نوابزادہ نصر اللہ خان ناصر مرحوم	اکتوبر	۳۴
شورش کاشمیریؒ	پروفیسر خالد شبیر احمد	اکتوبر	۳۵
ایک مکالمہ......رنگِ سخن	حاصل تمنائی۔ پروفیسر اکرام تائب	اکتوبر	۳۷
ساٹھ زہریلے شرابی مر گئے	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	اکتوبر	۳۸
حمد باری تعالیٰ	حافظ عبدالجبار عمر	نومبر	۳۷
نعت رسول مقبول ﷺ	شورش کاشمیریؒ	نومبر	۳۸
صیام کے دن ہیں	سید عطاء المحسن بخاریؒ	نومبر	۳۹
احساسات	سیدہ ام کفیل مدظلہا	نومبر	۴۰
بش، بلیئر سے دوستی کیسی؟	ابوسفیان تائب	نومبر	۴۱
حمد باری تعالیٰ، نعت رسولِ مقبول ﷺ	پروفیسر انور جمال، احسان دانش	دسمبر	۲۵
دوستو! خوچہ ہم غم کو کھائے گا	پروفیسر اکرام تائب، مجید لاہوری	دسمبر	۲۶

انشائیہ:

جائزہ لیتے رہو اپنے گریبانوں کا	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	دسمبر	۴۱

کہانی:

خوبصورت آنکھ	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	ستمبر	۴۷

تاریخ و تحقیق:

داؤدی بوہرہ جماعت کی تاریخ	ڈاکٹر شاہد مسعود	جولائی	۴۷
تاریخ، پروپیگنڈا اور بلیدانِ عصر	سید عطاء المحسن بخاریؒ	ستمبر	۲۷

مجلس احباب:

محمد احمد حافظ، عبدالسمیع الخلیلی بنام سید محمد کفیل بخاری	ادارہ	مارچ	۵۶
ماہنامہ ''الاسلام''، ماہنامہ ''قومی ڈائجسٹ''	ادارہ	مارچ	۵۷
عبداللطیف خالد چیمہ بنام جنرل پرویز مشرف	ادارہ	اکتوبر	۵
عبدالرحمٰن جامی بنام سید محمد کفیل بخاری	ادارہ	دسمبر	۴۰

تاریخ احرار:

۷ر ستمبر...... قادیانیت کا یومِ حساب	الیاس میراں پوری	ستمبر	۴۲
تاسیس احرار اور اُس کا پس منظر	سید عطاء المحسن بخاریؒ	دسمبر	۲۷

یادِ رفتگاں:

آہ! مولانا عبدالرشید رحمہ اللہ	حافظ حبیب اللہ چیمہ	ستمبر	۴۸

ماضی کے جھروکے سے:

ایک یادگار اشتہار	ادارہ	اکتوبر	۴۵

گوشۂ نسواں:

بچیوں سے باتیں	خیر النساء بہترؒ	جنوری	۵۰
بچیوں سے باتیں	خیر النساء بہترؒ	فروری	۵۲

روشنی (قادیانی اور دیگر غیر مسلموں کا قبولِ اسلام):

غیر مسلموں کا قبولِ اسلام	الیاس میراں پوری	جنوری	۴۵
غیر مسلموں کا قبولِ اسلام	ادارہ	فروری	۵۹

بقیہ: دل کی بات

بات واضح ہے کہ ۱۹۷۴ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے نتیجے میں بھٹو مرحوم نے قومی اسمبلی سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آئینی ترمیم منظور کی۔ جسے اس روز سے لے کر آج تک مرزائیوں نے تسلیم نہیں کیا اور وہ بہر صورت اسے آئین سے نکلوانا چاہتے ہیں یا کم از کم مکمل طور پر غیر موثر بنانا چاہتے ہیں۔قادیانیوں کی خواہش وسازش یہ ہے کہ اس فعل قبیح کا شرف بھی صدر پرویز مشرف کو حاصل ہو۔ہم ان سطور کے ذریعے جناب پرویز مشرف کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ مذہب کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آنے والے ملک میں پاسپورٹ سے مذہب کے خانے کا خاتمہ دو قومی نظریے کی نفی ہے۔آپ بے شک ''انتہا پسند مولویوں'' کی بات نہ مانیں لیکن مصورِ پاکستان علامہ اقبال کی بات ہی مان لیں۔انہوں نے فرمایا تھا:

''قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔''

ہمارے نزدیک حکومت کے اس منفی اقدام کا فائدہ صرف اور صرف قادیانیوں کو ہے۔قادیانیوں کے سوا کوئی بھی غیر مسلم قوم اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتی۔قادیانی اس پاسپورٹ کے ذریعے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں داخل ہو کر امتِ مسلمہ کے خلاف اسرائیل کے لیے جاسوسی کرنا چاہتے ہیں۔اُن کے آقاؤں نے انہیں یہی ایجنڈا دیا ہے۔جس کی تکمیل کے لیے وہ ہمارے حکمرانوں سے ایسے شرمناک فیصلے کراتے رہتے ہیں۔ہماری گزارش ہے کہ حکومت ہوش کے ناخن لے اور طے شدہ آئینی دینی معاملات کو متنازعہ نہ بنائے۔فوری طور پر پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کر کے دینی غیرت اور قومی حمیت کا مظاہرہ کرے۔

ہماری اطلاعات کے مطابق سعودی حکومت نے مذہب کے اندراج کے بغیر پاسپورٹ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔تحریک تحفظ ختم نبوت کی قیادت اس سلسلے میں سعودی حکومت سے رابطہ کر کے اہم ترین مسئلے کو فوری حل کرائے۔حکمران یاد رکھیں کہ یہ حساس مسئلہ حل نہ ہوا تو پھر یہ ان کے اقتدار کے زوال وخاتمے کا نقطۂ اوّل وآخر ثابت ہوگا۔

جب جلی تیرگی یاس میں شمع امید
ظلمتوں میں بھی تجلی کا سماں بھڑکے گا
بجلیاں ظلم کی گرتی ہوئی رک جائیں گی
اتنی شدت سے میرا رعدِ فغاں کڑکے گا

ساغر اقبالی

آخری صفحہ

- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

"ہم سے بڑا بدنصیب بھی کوئی ہوگا کہ جب ملک تقسیم ہو رہا تھا ہم نے کہا یوں تقسیم نہ کرو، انہوں نے کہا یونہی تقسیم کریں گے پھر ہمیں غدار کہا اور گالیاں دیں۔ ایک وقت آئے گا' جب یہی لوگ ملک توڑیں گے، ہم کہیں گے اس ملک کو بچالو، مگر یہ ملک توڑ کر دم لیں گے۔ اور ہمیں پھر غدار کا تمغہ دیں گے اور گالیوں سے نوازیں گے۔"

زندگی کے آخری ایام میں مختلف الخیال لوگ جن میں اعلیٰ سرکاری عہدیدار، وزراء، سیاسی زعماء اور صحافی بھی شامل ہوتے۔ شاہ جیؒ کے پاس آ کر ملک کے حالات کا رونا روتے اور ان کی رائے پوچھتے تو وہ فرماتے: "وارث شاہ نے بھی ایک پاکستان بنایا ہے"

یہ کہہ کر وہ دیوار پر آویزاں فریم میں لکھے ہوئے وارث شاہ کے درج ذیل اشعار پڑھنے کے لیے کہتے:

بیڑی کاغذ دی تے باندر ملاح بنیا اَنّاں گھلیا پور لنگھاونے نوں
ویکھو عقل شعور جو ماریا نے طُعمہ باز دے ہتھ پھڑاونے نوں
کھوتا جَواں دے ڈھیر دا ہویا راکھا دانے ککڑاں پاس سکاونے نوں
گِدڑ کچہریاں تے جمادار ہویا اُٹھ گھلیا باغ لگاونے نوں

(بحوالہ خطاب: سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ۔ ۲۱ر اگست ۱۹۸۹ء لاہور)

- "۱۲' سال کی عمر میں' میں اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے صاحبزادے سید عطاء المحسن بخاریؒ بہت شرارتیں کیا کرتے تھے۔ امرتسر میں کشمیری ہاتو (مزدور) بھی رہتے تھے۔ یہ سر پر کپڑے کی گول ٹوپی پہنے رہتے۔ ہم چھت پر چڑھ کر مچھلی پکڑنے والے کانٹے کے ساتھ دھاگہ باندھ کر نیچے لٹکا دیتے۔ کوئی ہاتو گزرتا تو ہم اس کی ٹوپی کانٹے کے ذریعے اوپر کھینچ لیتے۔ وہ ہماری شکایت اباجی سے کرتے۔ ہم سزا ملنے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رکھتے۔"

("مجھے یاد آیا"۔ ضیاء الحق قاسمی)

صدر مملکت... وزیر اعظم پاکستان اور وفاقی وزیر داخلہ سے مطالبہ

پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کیا جائے

قادیانیوں کو

- ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئین پاکستان میں دوسری متفقہ ترمیم کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔
- ووٹر لسٹوں، پاسپورٹ وشناختی کارڈ کے فارموں میں ختم نبوت کا حلف نامہ رکھا گیا۔
- پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا گیا۔
- ربع صدی سے پاکستان کے تمام حکومتی ادوار میں اس پر عمل درآمد ہوتا رہا۔
- موجودہ دور حکومت میں قادیانیوں کی سازش سے ووٹر لسٹوں سے حلف نامہ حذف کیا گیا۔

اور پھر اسلامیان پاکستان کے اضطراب واحتجاج کے باعث اسے وفاقی حکومت نے واپس لیا۔

- اب پھر حکومتی دوائر میں قادیانی لابی نے شب خون مار کر پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ حذف کرادیا ہے۔
- حالانکہ یہ آئینی طور پر طے شدہ مذہبی وقومی مسئلہ تھا۔ جسے اب متنازعہ بنا کر اسلامیان عالم کو اضطراب اور اسلامیان پاکستان کو امتحان میں مبتلا کردیا گیا ہے۔
- پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ جہاں آئینی تقاضہ تھا وہاں اس لئے بھی ضروری تھا کہ قادیانی بوجہ غیر مسلم ہونے کے حدود حرمین شریفین میں داخل نہیں ہوسکتے۔ سعودی عرب حرمین شریفین میں قانونی طور پر شاہ فیصل مرحوم کے دور سے ان کا داخلہ بند ہے۔ پاکستان میں دیگر ممالک کی نسبت قادیانی تعداد زیادہ ہے۔ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ نہ ہونے کے باعث دھوکہ دہی سے وہ مسلمان بن کر حرمین شریفین چلے جاتے تھے۔ اب مذہب کے خانہ کو پاسپورٹ سے حذف کر کے قادیانیوں کی چال اور دھوکہ دہی کو کامیاب بنانے کی حکومتی سطح پر نامناسب کوشش کی گئی ہے۔
- صدر مملکت، وزیر اعظم، وفاقی وزیر داخلہ، قادیانی لابی کی نازبرداری اور پرورش کی روش ترک کر کے پاسپورٹ کے فارم میں حلف نامہ اور پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کو حسب سابق فوری بحال کرنے کا آرڈر جاری کریں۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان!

Monthly" Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat"Multan. Regd. M#32

مجلس احرار اسلام سے وابستہ بچوں اور نوجوانوں کا دوسرا سالانہ تربیتی اجتماع

شُبّانِ اُحرارِ اِسلام کانفرنس

مرکزِ احرار دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ○ 31,30,29 دسمبر 2004ء بدھ، جمعرات، جمعہ

بعض تکنیکی مجبوریوں کی وجہ سے یہ اجتماع ستمبر میں منعقد نہ ہوسکا۔ اب ان شاء اللہ پوری شان وشوکت کے ساتھ مجلس احرار اسلام کے یومِ تاسیس کے موقع پر منعقد ہو رہا ہے۔ احرار کارکن اپنے بچوں اور جوانوں کو اس اجتماع میں شرکت کے لیے تیار کریں دسمبر کے پہلے ہفتے میں شرکاء کی تعداد سے مطلع فرمائیں۔ پروگرام کی تفصیل جلد ارسال کی جارہی ہے

مدرسہ معمورہ ملتان — تمام سابق طلباء متوجہ ہوں

مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان سے گزشتہ بیس برسوں میں حفظ قرآنِ کریم مکمل کرنے والے حفاظ اور درس نظامی کی تکمیل کرنے والے طلباء کا اجتماع بھی اسی موقع پر منعقد ہو رہا ہے۔ جن طلباء کے پتے موجود ہیں۔ انہیں دعوت نامے ارسال کئے جارہے ہیں۔ جن کے پتے موجود نہیں، وہ اس اعلان کو دعوت نامہ تصور کریں، خود رابطہ کریں اور اجتماع میں شریک ہوں۔

- اکابرِ احرار اور اساتذہ، طلباء سے تربیتی خطاب کریں گے۔
- تمام شرکاء 28 دسمبر کی شام مدرسہ معمورہ پہنچ جائیں
- اپنی آمد سے بروقت مطلع فرمائیں۔

شعبہ نشر و اشاعت: مجلس احرار اسلام پاکستان

رابطہ: ملتان: 061-511961 لاہور: 042-5865465 چیچہ وطنی: 0445-482253 چناب نگر: 04524-211523